امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ ڈاکٹر عبدالوہاب، ایک شریف انسان......
■ تبصرہ کتب
■ عبداللہ بن سبا کا منافقانہ کردار
■ جینے کا ہنر
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۱۰؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

خوش آئند قدم

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سپریم کورٹ نے بابری مسجد مقدمہ میں آپسی گفت وشنید کے ذریعہ مصالحت کی کوشش کرنے کے لیے ایک موقع دیا ہے، چار ہفتے میں عبوری اور ابتدائی رپورٹ دینی ہے اور دو ماہ میں اس مہم کو پورا کر لینا ہے اس کے لیے سپریم کورٹ نے اپنی جانب سے سہ نفری کمیٹی سپریم کے سابق جج اف ام خلیف اللہ، آرٹ آف لیونگ کے بانی شری روی شنکر اور سینئر وکیل شری رام پنچو پر مشتمل بنا دی ہے اور ہر فریق کو اپنے مصالحت کار نامزد کرنے کی اجازت دی ہے، گفتگو مورخہ ۱۳؍ مارچ سے فیض آباد میں شروع ہوگئی ہے میڈیا والے جس طرح مسائل کو الجھا دیتے ہیں اور غیر ضروری تبصرہ سے ماحول کو خراب کرتے ہیں، اس کے پیش نظر سپریم کورٹ نے ہدایت دی ہے کہ ذرائع ابلاغ کو اس مصالحتی مذاکرہ سے دور رکھا جائے۔

سپریم کورٹ نے اس کے قبل واضح کر دیا تھا کہ سماعت آستھا اور عقیدت کی بنیاد پر نہیں حق ملکیت سے متعلق فراہم کردہ دلائل وشواہد، کاغذات ودستاویز کی روشنی میں ہوگی، اگر عدالت کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے تو شری شری روی شنکر کو اس سہ نفری مصالحتی ٹیم کا ممبر نہیں بنانا چاہیے تھا، بلکہ انتخاب کے بعد بھی انہیں اس کمیٹی سے استعفیٰ دے دینا چاہئے کیوں کہ وہ برابر مسلمانوں سے مسجد کی زمین سے دست بردار ہونے کو کہتے رہے ہیں، ان کی یہ دھمکی بھی میڈیا نے رکارڈ کر رکھی ہے کہ اگر مسلمان دست بردار نہیں ہوتے تو ہندوستان میں شام جیسی صورت حال ہو جائے گی، ایسے شخص کا مصالحتی کمیٹی کا رکن بنانا کسی طور مناسب نہیں تھا، لیکن رموز خسروی سے تو خسرو ہی واقف ہوا کرتے ہیں، خدا معلوم کیوں ضروری سمجھا گیا کہ انہیں اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہیے، مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے مصالحت کے ذریعہ اس نازک مقدمہ کے حل کی کوشش کرنے کو ایک خوش آئند قدم قرار دیا ہے، اگر دونوں فریق بات چیت سے کسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں اور مصالحت کی کوئی شکل نکلتی ہے تو سپریم کورٹ اس پر قانونی مہر ثبت کر دے گا، بصورت دیگر سپریم کورٹ میں پھر سے سماعت شروع ہو جائے گی اور سپریم کورٹ صرف ان معاملات پر سماعت کرے گا جن پر مصالحاتی کوشش میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہوگا، اس طرح عدالت کا کام بہر صورت آسان ہوگا۔ اس مصالحتی کوشش کے اعلان سے مرکز کی بی جے پی حکومت کو بڑی راحت ملی ہے، اس پر رام مندر تعمیر کے لیے آر ڈی نِنس کا دباؤ بڑھ رہا تھا، اس اعلان سے دباؤ میں کمی آگئی ہے، معاملہ انتخاب تک ٹل گیا ہے اور اب اسے انتخابی ایشو بھی بنایا نہیں جا سکتا، فرقہ پرست تنظیموں کی طرف سے رام مندر کی تعمیر کے لیے جو عجلت دکھائی جا رہی تھی، اس پر بھی لگام لگے گی، کل ملا کر مصالحتی فارمولہ کامیاب ہو یا ناکام، یہ ایک مثبت قدم ہے جس سے ملک دشمن طاقتوں کے حوصلے پست ہوئے ہیں اور ان کی آواز دب سی گئی ہے۔

لیکن بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتیں مصالحت کی اس کوشش سے خوش نہیں ہیں، مختلف ہندو تنظیموں اور اس قضیہ سے جڑے لوگوں نے اس کے نتائج سے بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ مصالحت کی اس کوشش کے خلاف نہیں ہیں، البتہ روی شنکر جیسے ثالث کی موجودگی میں انہیں کسی سمجھوتہ کی امید نظر نہیں آتی، جس کا اظہار بابری مسجد معاملہ کے ایک مدعی اقبال انصاری نے لکھنؤ کی ایک میٹنگ میں کیا ہے، اقبال انصاری ہاشم انصاری کے لڑکا ہیں اور ان کے انتقال کے بعد اس مقدمہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اقبال انصاری کے اشکالات بے جا نہیں، بجا ہیں، ہمیں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے طریقۂ کار اور اس کی اقدامی قوت پر پورا اعتماد ہے، اس لیے ہم مایوس نہیں ہیں اور ایک بار پھر اپنے اس موقف کا اعلان کرتے ہیں کہ بابری مسجد، مسجد تھی اور انہدام کے باوجود وہ جگہ مسجد کی ہے اور مسجد کی رہے گی۔

مجرمانہ روش

قانون کے محافظ ہی اب مجرمانہ روش پر اتر آئے ہیں، پولس کا پورا محکمہ جرم کو روکنے کے لئے وجود میں آیا تھا اور پولس کی موجودگی میں یک گونہ احساس تحفظ لوگوں کو ہوا کرتا تھا، لیکن وہ ہمارا ماضی ہے، اب لوگوں کا احساس یہ ہے کہ جرم کے بیشتر واقعات وہاں ہوا کرتے ہیں، جہاں پولس کی نفری موجود ہوتی ہے، مجرموں کو عوامی مزاحمت کا وہاں پر خوف نہیں ہوتا قانون کے محافظ چادر تان کر سو رہے ہوتے ہیں، اور مجرم بے خوف وخطر واردات انجام دے کر رفو چکر ہو جاتا ہے، تازہ ترین حالات اس سے بھی اوپر کے ہیں، مشرقی چمپارن کے موضع رام ڈیہا تھانہ چکیا کے محمد غفران اور محمد تسلیم نامی دو نوجوان کو کسی مجرم، خونی اور قاتل نے موت کی نیند نہیں سلایا، بلکہ سیتامڑھی کے ڈمرا تھانہ میں پولیس نے مار مار کر انہیں دنیا چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ان دونوں کی جو تصویر بعد از مرگ سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا میں آئی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس نے ظلم وستم کی حد کر دی، انہیں بجلی کا کرنٹ لگایا گیا، بے دردی سے مارا گیا، اعضاء رئیسہ کو مشق ستم بنایا گیا، پاؤں اور جانگھ میں کیلیں ٹھونکی گئیں اور بالآخر ان کی موت ہوگئی، حکومت نے اس واقعہ میں ملوث لوگوں کو ان کے عہدے سے معطل کر دیا ہے، ایس پی کا تبادلہ ہو گیا ہے تبادلہ سزا نہیں ہے رہ گیے معطل پولیس اہل کار تو وہ کچھ دن معطل رہنے کے بعد پھر اپنی ملازمت پر لوٹ آئیں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کی پہونچ محکمہ تک ہو تو اس کی ترقی بھی ہو جائے، لیکن جو دنیا سے چلا گیا، وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔

جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے ان کو صرف معطل کرنا کافی نہیں ہے، ان کو اس مجرمانہ روش کی وجہ سے نہ صرف ملازمت سے برطرف کیا جانا چاہیے؛ بلکہ ان پر قتل کا مقدمہ چلا کر ہندوستانی قانون کے دائرے میں عبرتناک سزا دینی چاہیے، کیوں کہ یہ صرف مجرم ہی نہیں ہیں، انہوں نے اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھائی ہیں، انسانی جانوں کو ضائع کیا ہے، اور انسانیت کو شرمسار کرنے والی ایسی حرکت کی ہے، جس کی تلافی ممکن نہیں ہے، گو ان آٹھ پولیس والوں کے خلاف اف آئی آر درج ہوا ہے، لیکن اب تک کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے، اور صورت حال اس ضرب المثل کی سی بنی ہوئی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ”سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا“

اس پورے واقعہ کو صرف دو انسان کی موت سے جوڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ ضروری ہے کہ اس کی اعلیٰ سطحی جانچ کرائی جائے اور اس نکتہ پر توجہ مبذول کی جائے کہ کیا یہ صرف پولیس کی کارستانی کا نتیجہ ہے یا اس کے پس پردہ کوئی دوسرا بھی ہے؟ جس کے اشارے اور شہہ پر پولیس یہ کام کر گذری ہے، واردات کے بعد پوسٹ مارٹم کی جو رپورٹ ہے وہ انتہائی ہلکی ہے اور مجرمین کو بچانے کے منصوبوں کو سامنے رکھ کر تیار کی ہوئی معلوم ہوتی ہے، پوسٹ مارٹم اور زخموں کی تحقیق کرنے والے ڈاکٹروں کی ایسی حرکت کا علم کھلے عام لوگوں کو ہے، اس لیے کہ میت کی جو حالت تھی اس کا مشاہدہ بہتوں نے کیا اور معمولی انسان جو میڈیکل سائنس کے رموز ونکات سے واقف نہیں ہے وہ بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ پولس نے جو ظلم کیا، اس کی صحیح تصویر اس رپورٹ میں درج نہیں ہے۔

جانے والا نہیں آئے گا، لیکن بے بسی کی اس موت پر اشک شوئی کے لئے جو رقم وارثوں کو دی جاتی ہے، حکومت کو اس کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیے، اتر پردیش کی یوگی حکومت بہت بدنام سہی، لیکن اس قسم کے ایک معاملہ میں بچوں کو پچاس لاکھ روپے اور والدین کو دس لاکھ روپے دینے کا حکم صادر کیا تھا، بہار کی موجودہ حکومت جو بی جے پی کی بیساکھی پر ٹکی ہوئی ہے، یوگی کے اس فیصلے کے مطابق بہار میں بھی عمل شروع کر دے تو کسی حد تک تلافی کی شکل بن جائے گی، یقیناً انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی، وہ تو انمول ہے، جو رقم دی جاتی ہے، اس سے خاندان کا معاشی نظام قابو میں آتا ہے اور دل کے غم کو ہلکا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

غم ہلکا کرنے کی ایک شکل تعزیت بھی ہوتی ہے، جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم پر امارت شرعیہ کے ایک وفد نے متعلقہ گاؤں کا دورہ کیا، خاندان کے لوگوں سے مل کر تعزیت کی، رہ گئی قانونی لڑائی اور مظلوم کو انصاف دلانا، اس کے لیے بھی کوشش جاری ہے۔

اخلاقی زوال

”اگر سوسائٹی میں اخلاق کی گراوٹ وبے اصولی اور خود غرضی، خوشامد، طاقت ودولت سے مرعوبیت، بزدلی اور ظلم کا چلن عام ہو جائے تو یوں سمجھئے کہ زندگی کا سوتا خشک ہو گیا اور قومی زندگی کے درخت کو گھن لگ گیا، حکومتوں کا الٹ پھیر، طاقت کی بہتات، ملک کی پیداوار، تعلیم کی ترقی اور ظاہری دھوم دھام کوئی چیز اس قوم کو تباہی سے نہیں بچا سکتی، جب کسی درخت کی رگیں اور جڑیں سوکھ جائیں اور وہ اندر سے کھوکھلا ہو جائے تو اوپر سے پانی ڈالنے سے کام نہیں چلتا۔“ (مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

بلا تبصرہ

”اب جب کہ انتخابات کی آمد آمد ہے، وزیر اعظم کو اپنی کارگذاریوں کا محاسبہ کرنا ہوگا اور یہ پتہ لگانا ہوگا کہ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں کہاں کہاں غلطیاں کی ہیں اور انہیں کس طرح سدھار سکتے ہیں، اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو کس طرح فروغ دیا جا سکتا ہے، ورنہ ان کی میعاد کو ہی ڈھاک کے تین پات کا نام دیا جا سکتا ہے اور اوروں کے لیے وہ جو جملے استعمال کرتے ہیں، وہی ان پر صادق آئیں گے۔“ (اداریہ سالار بنگلور ۱۵؍فروری ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دہشت گردی سے بچیے:

﴿اور اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا﴾ (سورۂ مائدہ)

مطلب: اسلام عالم انسانیت کے لیے امن وامان کا داعی اور مقدس انسانی خون کی عظمت کا محافظ ہے، وہ دنیا میں کسی طرح کے فتنہ وفساد، ظلم وتعدی اور بگاڑ وبدامنی کو برداشت نہیں کرتا، اسلام نے احترام جان کا انتہائی اعلیٰ معیار پیش کیا کہ ایک انسان کے قتل کو انسانیت کی موت قرار دیا کہ جس نے کسی انسان کو ناحق قتل کیا یا زمین میں فساد پھیلایا، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا، اس لیے کہ جبر وتشدد اور قتل وغارت گری سے انسانی زندگی، اطمینان قلب اور ذہنی سکون سے محروم ہو جاتی ہے، سماج اور معاشرے پر خوف وہراس کے مہیب بادل منڈلانے لگتے ہیں، انسانی زندگی کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، جس کو اسلام پسند نہیں کرتا، وہ انسانوں کو ترقی کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور صلح وآشتی اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ پس جو لوگ روئے زمین پر نقض امن کرتے ہیں، وہ درحقیقت اسلام اور انسانیت کی نگاہ میں بڑے مجرم ہیں۔ آج عالمی سطح پر اسلام دشمن عناصر اسلام کو داغ دار کرنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مستقل سازشوں میں لگا ہوا ہے، اس وقت دنیا میں جہاں بھی بدامنی، وحشت ودرندگی پھیل رہی ہے، اگر آپ سنجیدگی سے غور کریں گے تو اس کے پس پردہ دنیا کی سپر طاقتوں کی کارستانی سمجھ میں آئے گی کہ وہ اپنے ناپاک سیاسی عزائم کی تکمیل کے لیے اور دنیا پر اپنی برتری وفوقیت کو ظاہر کرنے کے لیے خونی کھیل کھیل رہی ہے اور اپنے ہاتھوں کو بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگ رہی ہے۔ اس وقت بھی شام، عراق وافغانستان اور فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے، آخر اس دہشت گردانہ کارروائیوں میں کس کا ہاتھ ہے؟ عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں، بچے یتیم ہوتے جا رہے ہیں، بوڑھے والدین اپنے جوان بیٹوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں، دنیاء انسانیت اضطراب کے عالم میں حیراں وسرگرداں ہے کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے، حقوق انسانی کے نعرے بلند کرنے والے کہاں گئے؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

لیکن تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ ماضی میں جن قوموں نے سرکشی کی، اللہ نے انہیں تباہ وبرباد کر دیا، عالمی سپر طاقتیں ان مہلوک قوموں کے خطرناک انجام سے سبق حاصل کرے۔ ان حالات میں خیر امت کی حیثیت سے مذہبی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم دشمنوں کے پروپیگنڈوں کے قطعاً شکار نہ ہوں، بلکہ اسلام کے نظام عدل، قانون مساوات اور تصور امن کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور پرامن معاشرے کی تعمیر وتشکیل کے لیے احترام آدمیت اور وحدت انسانی کا پیغام سنائیں؛ اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہم اس کے امتی ہیں، یہی ہمارا مشن ہونا چاہیے۔

یہ بھی صدقہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے تمام اعضا پر ہر دن ایک صدقہ ہے اور دو آدمیوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دینا بھی صدقہ ہے اور تو کسی آدمی کی مدد کرے تو اس کو اپنے چوپائے پر بٹھا لے یا اس کے سامان کو اس پر لاد لے، یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور نماز کے لیے مسجد جانے کے لیے جو قدم تو اٹھاتا ہے، وہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے کسی اذیت دینے والی چیز کا دور کرنا صدقہ ہے۔ (مسلم شریف)

وضاحت: کار خیر چھوٹا ہو، یا بڑا، اگر وہ اخلاص نیت اور رضائے الٰہی کے لیے کیا جائے تو وہ باوزن ہوتا ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے، حدیث میں ہے کہ دن ورات کے کچھ اعمال ایسے ہیں جنہیں انجام دینے سے صدقہ کرنے کے برابر اجر وثواب ملتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے تمام اعضا پر ہر دن ایک صدقہ ہے، غور کیجیے کہ انسان کے جسم کے اندر ۳۶۰ جوڑ ہیں اور اللہ نے ان جوڑوں کو صحیح سالم رکھا ہے، جس سے انسانی جسم کا حسن نمایاں ہوتا ہے، اس لیے بندہ پر لازم ہے کہ وہ اس نعمت پر شکر ادا کرے اور راہ خدا میں کچھ صدقہ وخیرات کرتا رہے، اگر دو آدمیوں کے درمیان کسی بات پر تنازع کھڑا ہو جائے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے جھگڑوں کو ختم کرائیے اور آپس میں میل ملاپ کرا دیجیے اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیجیے اور جس کا جو واجبی حق ہے، وہ حق والوں کو دلوائیے، جو شخص ایسا کرے گا اس کا یہ عمل صدقہ کرنے کے برابر ہوگا اسی طرح کوئی مسافر جو پریشان حال ہے، سواری کی قلت ہے اور آپ کے پاس سواری ہے یا آپ وہاں سے سواری سے گذر رہے ہیں، آپ نے اس کو بٹھا لیا تو یہ بھلائی کا کام ہے جو صدقہ کرنے کے برابر ہے، یا اگر آپ نے اس کے سامانوں کو اٹھا کر اس کی منزل تک پہونچا دیا تو یہ بھی نیکی ہے، جس کو اللہ نے احسان سے تعبیر کیا ہے کہ جو نیک کام کریں گے، ان کو خدا کے یہاں سے نیک ہی اجر ملے گا، مومن کا لوگوں سے اچھی طرح ملنا، اچھی بات کرنا اور بری ولغو باتوں سے پرہیز کرنا ایمان کی علامت ہے؛ کیوں کہ خوشگوئی وخوش اخلاقی آپس میں میل ملاپ پیدا کرتی ہے اور بدگوئی وبدکلامی پھوٹ پیدا کرتی ہے؛ اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ مہر ومحبت سے بات کریں، مومن کی قرآن مجید میں ایک صفت بیان کی گئی ہے، وقولوللناس حسنا، لوگوں سے اچھی بات کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ نماز کے لیے مسجد جانے والے نمازی کے ہر قدم پر اللہ نیکی لکھتے ہیں؛ اس لیے نماز باجماعت پابندی کا اہتمام کیجیے اور اگر پیدل چلنے کی قوت واستطاعت ہو تو پیدل مسجد جائے، اس سے ثواب میں اضافہ ہوگا اور آخری بات یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور ایک حدیث میں اس کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، راستہ چلتے ہوئے کانٹا، پتھر، یا کوئی گندی چیز پڑی ہوئی ہو، اس کو آپ نے راستہ سے دور کر دیا تو یہ عمل بھی باعث اجر وثواب ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حرام کمائی سے حلال کاروبار

ایک آدمی جو شراب کا کاروبار کرتا تھا، اس نے اس کاروبار کو چھوڑ کر اس کی کمائی کپڑے کے کاروبار میں لگا دیا اور اس سے خوب نفع حاصل کیا، سوال یہ ہے کہ یہ آمدنی اس کے لیے حلال ہے یا نہیں، جب کہ حرام کمائی سے یہ کاروبار کیا گیا؟

الجـــــواب وباللّٰہ التَّـــــوفیق

شراب کے کاروبار سے حاصل جتنی رقم اس نے کپڑے کے کاروبار میں لگائی ہے، اس پر لازم ہے کہ اتنی رقم بلانیت ثواب صدقہ کر دے، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه(رد المحتار كتاب الحظر و الإباحة ؛ باب الاستبرا، فصل فى البيع:۹/۵۵۳) اسکے بعد بچی ہوئی رقم اس کے لیے حلال ہے، اپنی ضروریات میں استعمال کر سکتا ہے۔و فى القهستاني: وله أن يوديه إلى المالك ، و يحل له التناول لزوال الخبث۔(رد المحتار:۲/۲۷۶؛كتاب الغصب)

پھل آنے سے قبل باغات کی بیع

پھلوں کے کاروبار کرنے والے لوگ عام طور پر درختوں پر پھل آنے سے پہلے ہی باغات خرید لیتے ہیں، اس کی سینچائی اور دوا وغیرہ کا چھڑکاؤ کرتے رہتے ہیں تاکہ پھل محفوظ رہے، سوال یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجـــــواب وباللّٰہ التَّـــــوفیق

پھل آنے سے قبل پھلوں کی بیع معدوم کی بیع ہے، اور یہ بالاتفاق ممنوع ہے۔لا خلاف فى عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر(رد المحتار :۷/۸۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کارآمد ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے:عن ابن عمررضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه و سلم نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحها نهى البائع و المبتاع (صحيح البخارى باب بيع الثمارقبل أن يبدو صلاحها:۲/۲۹۲) البتہ جواز کی صورت یہ ہے کہ زمین کا مناسب کرایہ طے کر دیا جائے اور باغ کو زمین سمیت ایک متعینہ مدت کے لیے دے دیا جائے اور پھلوں سے فائدہ حاصل کرنے کا اختیار دے دیا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی، اس کے بعد خریدار پھلوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔و من استأجر أرضاً على أن يكريهاو يزرعهاو يسقيها فهو جائزٌ(الهداية:۳/۲۹۰)

بازار میں بکنے والے آموں کی خریداری

بازار میں بکنے والے آموں کے بارے میں معلوم نہیں کہ خریدار نے ان پھلوں کو باطل طریقہ پر خریدا ہے یا فاسد طریقہ پر، ایسے پھلوں کو خرید کر کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجـــــواب وباللّٰہ التَّـــــوفیق

بازار میں یہ متعین کرنا دشوار ہے کہ کون سا مال عقد باطل کا ہے اور کون سا عقد فاسد کا اور بائع سے اس کی تحقیق وتفتیش کی ضرورت بھی نہیں ہے، لہٰذا لاعلمی کی بنا پر بازار میں بکنے والی دیگر اشیاء کی طرح آموں کو بھی خرید کر استعمال کر سکتے ہیں، شرعاً جائز ودرست ہے۔(مستفاد كتاب النوازل:۱۰/۴۸۸)

قسطوں پر خرید وفروخت

مارکیٹ میں گاڑی، لیپ ٹاپ اور فریج وغیرہ کی خرید وفروخت قسطوں پر ہو رہی ہے، جس میں ایک متعینہ مدت تک قسط وار رقم ادا کرنے پر نقد خریدنے کے بالمقابل کچھ زیادہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے، سوال یہ ہے کہ یہ زائد رقم سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟

الجـــــواب وباللّٰہ التَّـــــوفیق

چونکہ بائع کو ادھار فروخت کرنے کی صورت میں نقد کے بالمقابل زیادہ رقم لینے اور نقد وادھار کے لیے الگ الگ بھاؤ رکھنے کا شرعاً اختیار حاصل ہے۔ويزاد فى الثمن لأجله إذا ذكر الأجل مقابلة زيادة الثمن قصداً(البحر الرائق:۶/۱۱۵) لہٰذا صورت مسئولہ میں گاڑی، لیپ ٹاپ، واشنگ مشین وفریج وغیرہ متعین قسطوں پر خریدنا شرعاً جائز ودرست ہے، اور زائد رقم ادھار خریدنے کی وجہ سے ہے، اس کا شمار سود میں نہیں ہوگا۔البيع مع تاجيل الثمن و تقسيطه صحيح(شرح المجله:۱/۱۲۷)

وقت مقررہ پر ثمن ادا نہ کرنے پر معاملہ ختم کرنا

زید اور بکر کے درمیان ایک زمین کی خرید وفروخت کا معاملہ طے ہوا، بکر نے آدھی قیمت ادا کر دی اور باقی آدھی کے لیے معاہدہ یہ ہوا کہ ۲۰؍فروری ۲۰۱۹ء تک ادا کر دے گا، ورنہ زید کو دوسرے کے ہاتھ بیچنے کا اختیار ہوگا، فروری پورا مہینہ گذر گیا اور اب تک خریدار نے باقی رقم ادا نہیں کی تو بائع اپنی زمین دوسرے کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجـــــواب وباللّٰہ التَّـــــوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے معاہدہ کے مطابق وقت مقررہ پر رقم ادا نہیں کی تو زید بکر کی رقم واپس کر کے اپنی زمین کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے، شرعاً جائز ودرست ہے۔فصل فيما ينفسخ به عقد المعاملة منها صريح الفسخ و منها الاقاله و منها انقضاء المدة(بدائع :۵/۲۷۳؛كتاب حكم المعاملة الفاسدة)

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھــــــــلــــــــواری شــــــــریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۱۰/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار

رُو بَرُو

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی سوسالہ تاریخ میں لوگوں سے رابطہ کا ذریعہ عموماً خط وکتابت ٹیلی فونک گفتگو ہے وفود کے دورے، امارت شرعیہ کانفرنس مدارس کے اجلاس میں شرکت وغیرہ رہی ہے، تین آخرالذکر موقعوں سے امارت شرعیہ کے اکابر تقریر وخطابت کے ذریعہ رو برو ہوتے رہے ہیں امارت شرعیہ کے کاموں کا دائرہ بڑھا ہے اور اکابر امارت شرعیہ سے عوامی انسلاک اور محبت وعقیدت میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ ساتویں امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے اس دائرہ کو مزید وسعت دینے کا فیصلہ کیا اور طے کیا کہ وہ ضمناً نہیں، مستقلاً امارت شرعیہ کے نقباء، نائبین نقباء، ارکان مجلس شوریٰ وارباب حل وعقد سے ان کے ضلع اور مقام پر جاکر ملاقاتیں کریں گے، علماء، ائمہ مساجد، دانشوران اور سماجی خدمت گاروں سے بلاواسطہ مکالمہ کریں گے اور ان کے مقامی مسائل ومشکلات اور ان کی پریشانیوں کو ان کی زبانی سنیں گے، یہ امارت شرعیہ کی تاریخ کا بڑا فیصلہ تھا، کیوں کہ اب تک اس قسم کا کوئی پروگرام نہیں ہوا تھا، اب تک ہم لوگ سناتے زیادہ رہے تھے اور سنتے کم تھے، حضرت امیر شریعت نے طے کیا کہ اس بار ہم لوگوں کی زبانی سنیں گے، اس کے لیے پروگرام کا جو خاکہ حضرت کے مشورے اور ہدایت سے طے پایا اس میں دوروز کے دن کی دونوں مجلسوں میں لوگوں سے سننے کے لیے ڈھائی گھنٹہ کا وقت مختص کیا گیا، حضرت امیر شریعت نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جوانوں سے زیادہ مستعدی کے ساتھ ان کی گفتگو کو سنا، عوام کو سننا زیادہ آسان نہیں ہوتا، مختلف ذہن ودماغ کے لوگ مختلف تنظیموں سے اپنی وابستگی اور تحفظات کے ساتھ جب کوئی بات رکھتے ہیں تو ان میں تلخ وشیریں کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے، بولنے کا لب ولہجہ سرد وگرم ہوتا رہتا ہے، مسائل بھی متنوع ہوتے ہیں اور پیش کش بھی الگ الگ، اس وجہ سے طبیعت کا اُوب جانا ایک فطری عمل ہے اور اپنے مزاج کے برعکس سب کو تحمل وبرداشت کے ساتھ سن لینا معمولی کام نہیں ہے۔

حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے پہلے مرحلہ میں چھ اضلاع میں اس قسم کے پروگرام کی منظوری دی، جس میں بہ نفس نفیس ہر ضلع میں دو دو دن حضرت نے قیام فرمایا، اس سلسلے کا مبارک آغاز بانی امارت شرعیہ مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کے خصوصی میدان عمل مغربی چمپارن سے ہوا، مغربی چمپارن کے بعد مشرقی چمپارن، دربھنگہ، مدھوبنی، مظفر پور اور سیتامڑھی میں اس قسم کے پروگرام کا کامیاب انعقاد کیا گیا، تمام پروگراموں میں ان اضلاع کے گاؤں اور پنچایت سطح تک کے نقباء، نائبین نقباء، ارکان شوریٰ وارباب حل وعقد علماء، ائمہ مساجد، دانشوران اور سیاسی وسماجی خدمت گاروں نے شرکت کی، ہر ضلع میں دوسرے دن اجلاس عام رکھا گیا، تاکہ عوام تک امارت شرعیہ کی آواز پہونچے اور جن مسائل ومشکلات اور پریشانیوں کا ذکر لوگوں نے کیا ہے اس کا حل اور سماج کو صالح بنیادوں پر کھڑے کرنے کی تدبیریں وترکیبیں عام لوگوں کو بتائی جائیں، اجلاس عام میں والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ لوگوں نے شرکت کی، بیعت کے ذریعہ سیکڑوں لوگوں نے گناہوں سے توبہ کرکے آئندہ شریعت کے مطابق زندگی گذارنے کا عہد کیا، یہ ایک بڑا کام اور بڑی پیش رفت تھی۔

اس موقع سے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے پورے انشراح اور شرح وبسط کے ساتھ مجالس سے خطاب کیا اور دیر تک شریعت کا پیغام اور موجودہ حالات کے مقابلے کے لیے حکمت وتدبر کی باتیں بتاتے رہے بعض بعض مواقع سے تقریریں ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ ہوئیں، جو عموماً حضرت کی عادت نہیں ہے، ملت کے لیے دردوتڑپ اور امت کو اسلامی بنیادوں پر کھڑا کرنے کی جو فکر حضرت کے پاس ہے، وہ اس قدر غالب تھی کہ ان موقعوں سے حضرت کو اپنی تکان کا احسان نہیں ہوا، وہ ملت کی شیرازہ بندی کی تدابیر پر بصیرت افروز خطاب فرماتے رہے، حضرت نے زور دیکر یہ بات کہی کہ مسئلہ تعداد کا نہیں، استعداد کا ہے، ہم اس ملک میں کبھی بھی اکثریت میں نہیں رہے، ہر دور میں ہماری تعداد کم رہی، اس کے باوجود صدیوں ہم نے اس ملک پر حکومت کی، آج مسلمانوں کو اقلیت کہہ کر احساس کمتری میں مبتلا کیا جارہا ہے، ہمیں اس خوف سے باہر نکلنا چاہیے، اخلاق وکردار کی بلندی اور زمانہ کے اعتبار سے اپنے اندر استعداد پیدا کرکے ہم پھر سے سربلندی حاصل کرسکتے ہیں، اور عوام کا حال یہ تھا کہ سب ساکت وصامت حضرت کے فیوض وبرکات کو اپنے اندر جذب کرنے کے لیے ہمہ تن تیار اور دیدۂ ودل فرش راہ تھے۔ ان اجتماعات میں عوام کی رائے سامنے آئی اور مشاورت کی اس کوشش سے ان لوگوں میں بھی موافقت کا ماحول بنا جو مختلف معاملات ومسائل میں بدگمانی میں مبتلا ہوگیے تھے، کسی بھی تنظیم کے کام کو آگے بڑھانے میں موافقت بنیادی اور اساسی چیز ہے، فکری موافقت ہوجائے تو معاونت کے دروازے خود بخود کھل جاتے ہیں۔

چھ اضلاع کے خصوصی وتربیتی اجلاس میں جو مسائل زیر بحث آئے، اس سے اندازہ ہوا کہ ضلع اور علاقہ کا نام الگ الگ ہے، لیکن مسائل ومشکلات اور پریشانیاں یکساں ہیں، معاملہ سماج کے فساد وبگاڑ کا ہو یا آپسی جھگڑے کا، مقدمہ بازی کی لعنت ہو یا تلک جہیز کی رسم، قبرستان پر غیر قانونی قبضہ کا مسئلہ ہو یا غریب آبادیوں میں مکتب کے قیام کا، مساجد کی تعمیر کی ضرورت ہو یا یتامی وبیواؤں کی خبرگیری کا، اردو زبان سے بے اعتنائی کی بات ہو یا اسکولوں میں اردو اساتذہ کی کمی کا، تمام جگہوں پر مسلمانوں کو ان مسائل کا سامنا ہے، احساس ہوا کہ بہت سارے معاملات ومسائل کے خود ذمہ دار ہونے کے باوجود مسلم سماج میں بے چینی پائی جارہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح ان مسائل کو دور کیا جائے۔ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم اور دوسرے ذمہ داران امارت شرعیہ کی تقریر سے عوام میں ان مسائل وحالات سے حوصلہ کے ساتھ بنرد آزما ہونے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اس موقع سے بلاک سطح کے ذمہ داروں کی نامزدگی بھی کی گئی اور کوشش کی گئی کہ گاؤں اور دیہات سے لے کر ضلعی ہیڈ کوارٹر تک امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے والوں کی ایک ٹیم سامنے آجائے؛ تاکہ مستقبل میں ان کے ذمہ مختلف انداز کے کام سپرد کیے جاسکیں اور امارت شرعیہ کا تنظیمی ڈھانچہ پہلے سے زیادہ متحرک اور فعال ہوسکے۔

ان پروگراموں کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ امارت شرعیہ کا تعارف بڑے حلقے میں ہوا، خصوصاً نئی نسل کے لوگ جو صرف امارت شرعیہ کا نام یا چاند کے اعلان کے حوالہ سے اس کے کام سے واقف تھے، ان کے درمیان امارت شرعیہ کی ضرورت واہمیت، افادیت اور کام کا بڑے پیمانے پر تعارف ہوا، ذمہ داران امارت شرعیہ کو دیکھ اور سن کر امارت شرعیہ کے تئیں ان کے اعتبار واعتماد میں غیر معمولی اضافہ ہوا، بہت سارے لوگوں کی امیر شریعت سے ملاقات ودیدار کی تمنا پوری ہوئی، کام کو آگے بڑھانے کے لیے لائحہ عمل طے ہوا، جن لوگوں نے مختلف مسائل سے آگاہی کے لیے درخواستیں دیں، حضرت امیر شریعت نے ان کی درخواست پر فوری کارروائی کرنے کا حکم دیا، جن مسائل کو امارت شرعیہ کے تعاون سے دور کیا جاسکتا تھا، اس پر کارروائی شروع ہوگئی ہے اور جن مسائل کا تعلق سرکاری محکمہ سے ہے، اس کے لیے حکومت کو لکھا گیا ہے کہ وہ جلد از جلد ان شکایات کو دور کریں۔

پروگرام کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر بہت سارے اضلاع سے اس قسم کے اجتماع کے انعقاد کی گذارشات آرہی ہیں، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم چاہتے بھی ہیں، لیکن ملی تنظیموں کے لیے رجب، شعبان، رمضان کی دیگر مصروفیات ہوا کرتی ہیں، اس لئے فوری طور پر رمضان سے قبل اس قسم کے اجتماعات کا انعقاد نہیں کیا جاسکتا، ایک بڑی رکاوٹ پارلیامنٹ کا انتخاب بھی ہے، جس کی تاریخوں کا اعلان کیا جاچکا ہے، بابری مسجد سے متعلق مصالحاتی کوشش اور مقدمہ کی مشغولیات بھی اپنی جگہ ہیں۔ ایسے میں توقع ہے کہ اس قسم کے پروگرام کا دوسرا دور رمضان بعد ہی شروع ہوسکے گا۔

انتخابی اعلان

سترہویں لوک سبھا کے پانچ سو تینتالیس نشستوں کے لیے تاریخ کا اعلان کردیا گیا ہے، یہ انتخاب سات مرحلوں میں ہوگا اور ۱۱/اپریل سے شروع ہوکر ۱۹/مئی تک جاری رہے گا، نتائج کا اعلان ۲۳/مئی کو کیا جائے گا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی پورے ملک میں انتخابی ضابطہ اخلاق نافذ ہوگیا ہے۔ ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے یہاں کے انتخابات کا منظر دیدنی ہوتا ہے، لوگ کسی مذہبی تہوار میں اس قدر مشغول نہیں ہوتے، جتنا انتخاب کے موقع سے ہوجاتے ہیں، اس بار جو اہم مسائل انتخاب کے نتائج کو متاثر کرسکتے ہیں، ان میں پلوامہ حملہ، ایرا اسٹرائیک، رافیل سودہ، کسانوں کی بدحالی اور بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں کے لیے بابری مسجد کا معاملہ خاصہ اہم ہے، الیکشن کمشنر نے ای وی ایم پر ہونے والے اعتراضات کے پیش نظر سبھی پولنگ مراکز پر وی وی پیٹ کا استعمال لازم قرار دیا ہے تاکہ رائے دہندگان کو معلوم ہوسکے کہ انہوں نے جس امیدوار کو ووٹ دیا ہے ای وی ام نے اسی کو قبول کیا ہے، ایسا نہیں ہورہا ہے کہ بٹن کسی اور کے لیے دبایا جارہا ہے اور ووٹ کسی اور کے کھاتے میں جارہا ہے، امیدوار کے انتخاب میں ووٹ دیتے وقت دھوکہ نہ ہو اس کے لیے ای وی ایم پر سبھی امیدواروں کی تصاویر بھی ہوں گی، پولنگ بوتھ پر کوئی کسی سے کسی خاص امیدوار کے حق میں جبراً ووٹ نہ ڈلوائے اس کے لیے مرکزی پولس دستوں کو بڑے پیمانے پر تعینات کیا جائے گا، اس بار رائے دہندگان کی تعداد بڑھ کر نوے کروڑ ہوگئی ہے، اکیسویں صدی میں پیدا ہونے والے ۱.۵ کروڑ رائے دہندگان پہلی بار اس جمہوری تہوار میں شریک ہوں گے اور جن کے ووٹ دوسو براسی ارکان پارلیمان کے انتخاب میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ الیکشن کمشنر کی تحقیق کے مطابق ۹۹.۳ فی صد ووٹروں کو شناختی کارڈ فراہم کرایا جاچکا ہے، بوتھ پر سی سی ٹی وی کیمرے بھی لگائے جائیں گے، تاکہ کسی بھی قسم کی بدعنوانی کا پتہ چل سکے۔ الیکشن کمیشن نے انتخابی ضابطۂ اخلاق کو سختی سے نافذ کرنے کے لیے اقدام شروع کردیا ہے اس بار سوشل میڈیا کے ذریعہ انتخابی تشہیری مہم کو بھی ضابطہ اخلاق کے دائرے میں لایا گیا ہے، چنانچہ سوشل میڈیا پر تشہیری مواد ڈالنے سے پہلے سرٹیفیکیشن کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

چند مسلم تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں کی جانب سے انتخاب کی تاریخوں پر سوالیہ نشان لگایا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں انتخابات نہیں کرائے جانے چاہئے، اس سے ووٹوں کی تعداد کم ہوگی؛ کیوں کہ مسلمان سخت گرمی میں روزہ رکھ کر باہر نکلنا پسند نہیں کرتے، بات بڑی حد تک صحیح ہے، الیکشن کمشنر نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جمعہ کے دن انتخاب کی تاریخ نہیں رکھی گئی ہے، البتہ پورے ماہ کی رعایت ممکن نہیں تھی، اس لیے کہ ایک خاص تاریخ تک لوک سبھا کی تشکیل ضروری ہے۔ ہر معاملہ کی طرح اس پر بھی سیاست شروع ہوگئی ہے، بعض اخبار والوں نے سرخی لگائی ہے کہ رمضان میں انتخاب کی تاریخوں کو لے کر گھمسان شروع ہوگیا ہے، یہ گھمسان صحافیوں کے اپنے دماغ میں ہے؛ جو تل کا تاڑ بنانے میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ الیکشن کمشنر اگر رمضان کی رعایت کرلیتے تو یہ اچھی بات ہوتی، لیکن جب انہوں نے اس کی رعایت نہیں کی تو اسے بحث کا موضوع نہیں بنانا چاہئے، ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمان روزہ رکھ کر گرمی کی شدت کے باوجود اپنے کام پر جاتا ہے، ڈیوٹی انجام دیتا ہے، عید کی مارکیٹنگ اور ضرورت کے سامان کی خریداری کے لیے باہر نکلتا ہے، غریب مزدور کھیتوں پر کام کرتا ہے، رکشہ چلاتا ہے چنانچہ وہ ووٹ دینے کے لیے بھی دھوپ کی شدت برداشت کرے گا اور جمہوریت کے فروغ میں اپنی حصہ داری نبھائے گا۔

یادوں کے چراغ

ڈاکٹر عبدالوہاب، ایک شریف انسان، ایک باکمال معالج

: رضوان احمد ندوی

صوبہ بہار کے ایک ممتاز و دردمند معالج اور شہر دربھنگہ کی ہر دل عزیز ملی وسماجی شخصیت جناب ڈاکٹر عبد الوہاب صاحب ۷/ مارچ ۲۰۱۹ء کو رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، وہ ادھر چند ماہ سے صاحب فراش تھے، ماہر اطباء کی نگرانی میں دوا وعلاج جاری تھا، مگر جب وقت آ گیا تو جان جان آفریں کو سونپ دی غفرلہ اللہ، بلاشبہ ان کی وفات ایک شریف انسان اور ملی درد رکھنے والے طبیب حاذق کی وفات ہے۔ ان کی عمر ۸۶/ ۸۷ سال کے قریب تھی، جسم وجسامت سے تندرست وتوانا معلوم پڑ رہے تھے، چہرہ مہرہ سے بھی اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی کچھ دنوں اور زندہ رہیں گے، مگر تقدیر کی مجبوری دیکھئے کہ ظاہری کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی اور اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کی نماز جنازہ میں لوگوں کے جم غفیر سے ہی ان کی مقبولیت اور محبوبیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ان کی وفات سے دربھنگہ شہر سوگوار ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت کرے۔ آمین

ڈاکٹر صاحب کا آبائی وطن تاج پور سمستی پور تھا، وہیں ۸/ فروری ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے، ان کے والد ماجد جناب عبدالغنی صاحب ایک سماجی وقومی انسان تھے، تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا اور انگریزوں کو ملک بدر کرنے میں بڑی قربانیاں دی جو تاریخ کا ایک تابناک باب ہے، اسی تحریکی ماحول میں ڈاکٹر صاحب کی نشو ونما اور پرورش وپرداخت ہوئی، ابتدائی مرحلے کی دینی وعصری تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دربھنگہ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس اور ایم ایس کی تعلیم پائی اور سند حاصل کی پھر اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن چلے گئے جہاں انہوں نے ایف ار سی ایس تک کی تعلیم مکمل کی، پھر دربھنگہ میڈیکل کالج سے وابستہ ہو گئے، جہاں شعبہ سرجری کے صدر کی حیثیت سے برسوں اپنی طبی خدمات انجام دیں اور یہیں سے سبکدوش بھی ہوئے، اس عرصہ میں انہوں نے سات سال سعودی عرب میں بھی طبی خدمات انجام دیں، پھر وطن واپس آئے اور دربھنگہ کو ہی اپنی طبی خدمات کا مرکز بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دست شفا کی نعمت سے نوازا تھا، مرض اور مریض کو قریب سے دیکھتے، اصل سبب جانتے اور ان کے درد اور تکلیف کو دل میں محسوس کرتے، پھر مریض کے مزاج وطبیعت کے لحاظ سے دوائیاں تجویز فرماتے، آج کل کے ڈاکٹروں کی طرح کوئی پیشہ وارانہ ڈاکٹر نہیں تھے، جو بلاوجہ غیر ضروری جانچ کرواتے رہتے ہیں، اگر وہ زیادہ ضرورت محسوس کرتے تو اکسرے وجانچ لکھتے ورنہ اپنی تشخیص ودوا پر اعتماد کر کے نسخہ لکھ دیا کرتے، البتہ آپریشن کے مریضوں سے ضروری جانچ کے بعد ہی سرجری کرتے اس لئے ان کے یہاں مریضوں کی اکثر بھیڑ رہتی، انہوں نے الہلال کے نام سے ایک اسپتال بھی قائم کیا جو ہر خاص وعام کا مرجع تھا، اس فن کو انہوں نے مال ومنفعت کے حصول کے لئے نہیں رکھا بلکہ اس کو قوم وملت کی خدمت کا ایک بہترین وسیلہ بنایا۔

ڈاکٹر صاحب نے ابتدا میں شعر وشاعری بھی کی اور کچھ افسانے بھی لکھے، جس سے ان کے ادبی ذوق کا پتہ چلتا ہے، گرچہ ان کے اشعار اور افسانے میری نظروں سے نہیں گذرے ہیں مگر گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ خدا نے انہیں سخن فہمی اور شعری ذوق کا بھی ملکہ ودیعت کیا ہے، اگر وہ اس میدان میں طبع آزمائی کرتے تو شاید نامور ادیب اور مشہور افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے، مگر قدرت کو ان سے خدمت خلق کا کام لینا تھا اس لئے انہوں نے طبابت کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، اور پورے طور پر کامیاب رہے۔

ڈاکٹر صاحب گرچہ سمستی پور کے باشندہ تھے مگر انہوں نے دربھنگہ میں بود وباش اختیار کر لی اور محلّہ رحم خان میں مستقل سکونت پذیر ہو گیے، ان کا گھرانا مذہبی تھا وہ خود بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا پابند بناتے، اسپتال کے بالائی حصہ میں جماعت خانہ بنوایا جہاں با جماعت نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے، اللہ پاک نے انہیں سب کچھ دے رکھا تھا، ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہ تھی، ضرورت مندوں کی مدد کرتے، مگر اس طرح کہ اس ہاتھ کی اس ہاتھ کو خبر نہ ہوتی، گویا سر سے پیر تک اور دل سے نگاہ تک مسلمان، ملت اور اسلام کا بے پناہ درد رکھتے تھے، وضعداری ان کا مسلک تھا اور شرافت ان کی گھٹی میں پڑی تھی، اس کے باوجود ان میں کبر وغرور کا شائبہ نہ تھا، بلاشبہ وہ اپنے دور میں اپنی آپ مثال تھے، ایسی شخصیت اور جامعیت کے لوگ جلد پیدا نہیں ہوا کرتے، جب ڈاکٹر صاحب ۲۰۰۵ء میں جماعت اسلامی کے رکن نامزد ہوئے تو ان کے مطالعہ کا ذوق وشوق بھی دو چند ہو گیا، فارغ اوقات میں اکثر دینی کتابوں کے پڑھنے کا معمول تھا اور مجلسی گفتگو میں اپنے مطالعہ کا نچوڑ بھی سنایا کرتے تھے، تاہم وہ ملک کے دوسرے ملی اداروں اور تنظیموں سے بھی گہری عقیدت ومحبت رکھتے تھے، خاص کر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے اصحاب فضل وکمال علماء وفضلاء سے قلبی تعلق رکھتے تھے، اور ان اداروں کی دینی ملی وسماجی خدمات کو دل سے سراہتے تھے، جب ۲۰۰۸ء میں شمالی بہار کے اضلاع بھیانک سیلاب کی زد میں آ گئے تو یہاں کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے انہوں نے خصوصی تعاون کیا اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب شہر دربھنگہ کے بیشتر ملی، تعلیمی اور رفاہی اداروں کے قیام میں بھرپور تعاون کرتے رہے وہ بہت سے اداروں کے سرپرست، نگراں اور ذمہ دار بھی تھے، ان اداروں کے استحکام اور ترقی میں ہمہ تن جد وجہد کرتے رہے، تاریخ وسن تو یاد نہیں کہ ان سے پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی البتہ آخری ملاقات ۲۰۱۷ء میں ہوئی جب اپنے ایک رشتہ دار کے علاج کی غرض سے ملنا ہوا، بڑی شفقت ومحبت سے ملے کچھ دوائیاں بھی اپنی طرف سے عنایت فرمائیں ان کی تشخیص سے اللہ کے فضل وکرم سے مریض شفایاب بھی ہوئے، دعاء فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور آخرت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے کہ یقیناً وہ بڑی خوبیوں والے انسان تھے، اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔ این دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

دروس الأدعیة

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

دعا عبادت کی روح ہے اور مومن کا ہتھیار بھی وہ ایمان ویقین، توکل علی اللہ اور انابت الی اللہ کی واضح اور روشن علامت ہے، سارے اسباب ووسائل کی فراہمی اور پختہ تدابیر کے بعد جب بندہ اللہ رب العزت کے آگے اپنے ہاتھ اٹھا دیتا ہے، زبان پر مچلتے ارمان اور اچھلتی کودتی آرزوئیں ہوتی ہیں، آنکھوں سے اشک جاری ہوتا ہے، اور دل ودماغ خود سپردگی کے اس مرحلے میں ہوتے ہیں جہاں بندہ عاجزی، بے کسی اور درماندگی کا مجسمہ بن جاتا ہے، تو اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آتی ہے، اور بندہ پل بھر میں وہ سب پا لیتا ہے جو اسکی روح کو نشاط اور دماغ کو مسرت وشادمانی سے لبریز کر دیتا ہے، مگر مانگنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں، پکارنے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے، اور خود سپردگی کا بھی اپنا انداز ہوتا ہے، انہیں امور سے دعاؤں میں وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس سے درِ اجابت وا ہوتا ہے، اور انسان مطلوب ومقصود تک جا پہنچتا ہے۔

اللہ سے مانگنے کے لیے کسی زبان کی قید نہیں، اور نہ ہی کوئی بندھا ہوا جملہ ہے، بلکہ ایک صاحب دل نے کہا کہ: ”رات اندھیری ہو کشتی ٹوٹ گئی ہو اور موج بلا خیز زندگی کی امیدیں توڑے دے رہی ہو، آدمی ایک تختہ سے چمٹا دریا کے تلاطم میں ہچکولے کھا رہا ہو تو جس نام سے اللہ کو یاد کر لے گا وہی اسم اعظم ہوگا“، مطلب یہ ہے کہ دعا میں مطلوب کیفیت ہے، الفاظ نہیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ”ادعیہ ماثورہ“ کی اپنی اہمیت ہے، کیونکہ مانگنے کے الفاظ اس میں اللہ نے بتائے ہیں اور زبان رسالت مآب سے گذر کر ہم تک پہنچے ہیں، ان دعاؤں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس وقت ہمیں اللہ سے کیا مانگنا چاہئے اور کس وقت کن چیزوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اس لیے اپنی مرادیں اللہ سے ان الفاظ کے ذریعہ مانگنا جو قرآن کریم میں آئے ہیں، یا جو احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں، ایک بہتر عمل ہے، اور ان کی برکت سے مرادیں برآنے کی بھرپور توقع رکھنی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ ادعیہ ماثورہ ومسنونہ کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں مرتب کی گئی ہیں، اور شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جو اس قسم کے مجموعہ سے خالی ہو، اس کے باوجود اس بات کی ضرورت تھی کہ کم عمر طلبہ کو دعائیں یاد کرانے کی غرض سے کوئی ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جس میں طلبہ کی نفسیات کی بھرپور رعایت کی گئی ہو اور جس کا یاد کرنا طلبہ کے لیے سہل اور آسان ہو اور وہ تدریجاً اس باب میں ارتقاء کے مراحل طے کر سکیں۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے دوست مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی مؤسس ومعتمد ادارہ سبیل الشرعیہ نے ”دروس الأدعیۃ“ کے نام سے ایک اچھا مجموعہ تیار کیا ہے، جس میں حوالوں کے ذکر کا بھی اہتمام فرمایا ہے، یہ ایک اچھی کوشش ہے، اور اس کے لیے وہ ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں، امید ہے کہ مدارس اسلامیہ میں اسے داخل نصاب کیا جائے گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کا فیض عام وتام فرمائے، اور مؤلف کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

انگریزی ترجمہ قصائد بردہ

جناب محمود احمد کریمی بن الحاج عزیز احمد مرحوم سینا پتھ کالونی دربھنگہ کے رہنے والے ہیں، پچاسی سال کی عمر میں بھی جسمانی اور دماغی طور پر تر وتازہ ہیں، پیشہ وکالت رہا اور روٹی اسی کی کھاتے رہے ہیں، لیکن کام اہم مسائل کو انگریزی میں منتقل کرنے کا کیا ہے، جو ان کی اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مہارت اور قادر الکلامی کی دلیل ہے۔ وہ سات کتابوں کا اب تک انگریزی میں ترجمہ کر چکے ہیں، جن میں سورۃ یٰسین شریف (اردو منظوم) پروفیسر توقیر جمیل اور قصائد بردہ منظوم اردو عبداللہ ہلال صدیقی خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس کے علاوہ اقبال کے تصور خودی پر بھی ان کا قابل قدر رسالہ ہے، جس سے ان کے علم کی گہرائی اور گیرائی کا پتہ چلتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالمنان طرزی نے لکھا ہے کہ

ترجمہ پڑھتے ہیں جب ہم سورہ یٰسین کا
انکشاف معنوی کا لگتا ہے گلشن کھلا

جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے کہ امام ابو عبداللہ محمد البصیری کی دس ابواب پر مشتمل قصائد بردہ کو اسلامی ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے، زبان وادب کے اعتبار سے بھی اور مضامین اعلیٰ وارفع ہونے کی وجہ سے بھی، اس کا منظوم ترجمہ عبداللہ ہلال صدیقی نے کیا تھا، لیکن یہ اردو زبان وادب کے حاملین کے لیے ہی قابل استفادہ تھا، جناب محمود احمد کریمی نے اس اردو اشعار کو انگریزی میں منتقل کر دیا ہے۔ کتاب میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ترجمہ سے پہلے ہر شعر اردو میں درج ہے تاکہ انگریزی زبان کے رمز شناش پورے طور پر اس سے لطف اٹھا سکیں۔ ڈاکٹر عبدالمنان طرزی نے لکھا ہے

یوں ہی گر ہوتی رہی اردو سے انگریزی کتاب
اردو کے جوبن پہ چھا جائے گا انگریزی شباب
آپ نے اس فن میں حاصل کر لیا ہے وہ مقام
صبح دم گلشن میں جیسے گل بدن محو خرام

چھپن صفحات کے اس کتابچے کو دار الاشاعت مصطفائی دہلی نے شائع کیا ہے، قیمت پچاس روپے ہے، نولٹی بکس، قلعہ گھاٹ دربھنگہ اور بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں سے تعلق رکھنے والے کے لئے یہ ایک بیش قیمت تحفہ ہے، علمی دنیا کریمی صاحب کی شکر گذار ہے کہ یہ تحفہ انہوں نے طباعت کے مراحل سے گذار کر اس سے استفادہ کی راہ نکال دی ہے۔

عبداللہ بن سبا کا منافقانہ کردار

مولانا نورالحق رحمانی، استاذ المعہدالعالی امارت شرعیہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بارہ برسوں پر مشتمل ہے، شروع کے چھ سات سال بڑے بابرکت اور امن وسلامتی کے ساتھ گذرے، مصر وشام اور ایران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہو چکے تھے، بعض وہ علاقے جو رہ گئے تھے، وہ بھی فتح ہوئے، مسلمان ہر طرف آگے بڑھتے رہے، لیکن یہودی سازش کی بنا پر آپس میں اختلاف رونما ہوا اور اس نے اتنی شدت اختیار کی کہ امیر المومنین کی شہادت پر منتج ہوئی، قوم یہود کی اسلام دشمنی مشہور ہے، عہد رسالت میں بھی مدینہ منورہ میں انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غداری و بے وفائی کی اور آپ کے قتل کی سازش رچی، جو کامیاب نہ ہوسکی، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعض قبیلوں کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا تھا، جب انہوں نے دیکھا کہ مخالفانہ کوششوں سے وہ اسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو دوست بن کر نقصان پہنچانا چاہا، عبداللہ بن سبا یہودی یمن کی راجدھانی صنعا کا باشندہ تھا، جب اس نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان دنیا کی سب سے بڑی فاتح قوم ہے اور اسے سب سے زیادہ دولت وثروت حاصل ہے تو اسلام کی یہ ترقی اس سے دیکھی نہ گئی؛ لیکن اتنی طاقت نہ تھی کہ کھل کر مقابلہ کرتا، بالآخر کچھ سوچ کر بظاہر مسلمان ہوگیا اور مدینہ آکر مسلمانوں میں شامل ہوگیا، یہاں رہ کر اس نے مسلمانوں کی اندرونی کمزوریوں کا اندازہ لگایا اور سمجھا، اب وہ رات دن اسی فکر میں رہتا کہ کس طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کی جماعت میں پھوٹ ڈالا جائے، بہت غور وفکر کرنے پر یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور قریبی رشتہ دار ہیں، جن کی لوگوں میں بڑی عزت و وقعت ہے، اگر ان کی حمایت میں خلیفہ وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف کام کیا جائے تو آسانی سے کامیابی مل سکتی ہے؛ لیکن مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر دین سیکھا تھا اور وہ خلافت وحکومت کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت و وقعت ان کے دلوں میں تھی؛ اس لیے اس نے محسوس کیا کہ یہاں اس کی سازش کامیاب نہیں ہوسکتی ہے، عراق کا ملک ابھی ابھی فتح ہوا تھا، یہاں کے لوگ گرچہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، لیکن صحابہ کرام کی طرح ابھی ان کی تربیت نہیں ہو پائی تھی اور ایرانی ورومی شہنشاہیت کا اثر ختم نہیں ہوا تھا، جہاں باپ کے بعد بیٹا اور بیٹا کے بعد پوتا تخت نشیں ہوا کرتا تھا؛ اس لیے اسے اس لحاظ سے یہ جگہ مناسب نظر آئی، چناں چہ ابن سبا مدینہ سے بصرہ منتقل ہوگیا اور یہاں پہونچ کر اپنا کام شروع کردیا، وہ لوگوں سے ملتا اور کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ان کے داماد اور قریبی رشتہ دار حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں، ہر پیغمبر کا ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ووصی حضرت علی ہیں، افسوس کی بات ہے کہ وہ تو یوں ہی رہ گئے اور دوسرے لوگ خلیفہ بن بیٹھے، اب بھی وقت ہے کہ لوگ حضرت علی کی مدد کریں اور موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کرکے حضرت علی کو خلیفہ بنادیں۔ عبداللہ بن سبا اپنے آپ کو مسلمانوں کا اور آل رسول کا خیرخواہ ظاہر کرکے اپنے ان باطل خیالات اور مفسدانہ نظریات کو لوگوں کے سامنے اعلانیہ کرنے لگا اور بڑی چالبازی سے یہاں اس نے اپنے کچھ ہمنوا بنالیے، بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اسے شہر بدر کردیا اور ابن سبا اپنے کچھ خاص رازداروں اور شریک کار لوگوں کو وہاں چھوڑ کر کوفہ منتقل ہوگیا، یہاں بھی اسی قسم کی سازش اور شرارت کی تو یہاں سے بھی نکالا گیا، پھر اس نے شام میں آکر پناہ لی اور فتنہ انگیزی کی کوشش کی؛ لیکن یہاں چونکہ اموی حاکم امیر معاویہ پوری طرح ملک پر حاوی تھے، اس لیے یہاں بھی اس کی دال نہ گل سکی اور کوئی سازش اور تدبیر کارگر نہ ہوئی تو وہاں سے بھاگ کر مصر پہونچا اور خفیہ طریقے پر اپنا کام کرنے لگا، کچھ ہی عرصے اپنی منافقانہ روش سے اس نے اپنے ہمنوا لوگوں کی ایک جماعت بنالی اور خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا، جہاں گیا، وہاں کے کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنالیا اور حضرت عثمان غنی سے اور بنی امیہ سے اس کی عداوت دن بدن بڑھتی رہی اور ہر جگہ سے جلاوطنی نے اس کے لیے کامیابی کا نیا میدان فراہم کیا۔

خلیفہ راشد کے خلاف غلط فہمی اور برہمی پھیلانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ حضرت عثمان غنی نے اپنے خاندان کے کچھ صلاحیت مند افراد کو حکومت کے کچھ اہم عہدوں پر فائز کیا تھا، عبداللہ بن سبا اور اس کی جماعت کو انہیں بدنام کرنے کا ایک اچھا موقع ہاتھ آگیا، وہ مختلف شہروں میں شکایتی خطوط بھیجتے اور اپنے شہروں کی بری حالت دکھاتے اور افسروں کے ظلم کا تذکرہ کرتے، چندہی برسوں میں سارے ملک میں یہی چرچا ہونے لگا، مدینہ منورہ میں بھی اس طرح کی غلط افواہیں پھیلنے لگیں اور ساری سلطنت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے افسروں اور حاکموں کے خلاف قصے مشہور ہونے لگے۔

جب ان واقعات کا زیادہ چرچا ہوا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے افسروں سے پوچھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ اور ایسی خبریں کیوں پھیل رہی ہیں؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۳۵ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ نے حالات کی تفتیش کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں وفود روانہ کئے، حضرت محمد بن مسلمہ کو کوفہ، اسامہ بن زید کو بصرہ، عمار بن یاسر کو مصر، عبداللہ بن عمر کو شام اور بعض دیگر صحابہ کو دوسرے صوبہ جات کی طرف تحقیق حال کے لیے روانہ کیا اور اعلان کیا کہ جس کو مجھ سے یا میرے کسی عامل سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر آکر بیان کرے، میں اس کی شکایت دور کروں گا اور کوئی حاکم ظلم کا مرتکب ہے تو میں اس کا تدارک کروں گا اور ظالم سے مظلوم کو اس کا حق دلاؤں گا۔

تمام نمائندوں نے واپس آکر بیان کیا کہ کہیں کوئی خرابی نہیں ہے، ہر جگہ امن وامان ہے، تاہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شورش رفع کرنے اور شکایتوں کے ازالہ کے لیے آخری کوشش کی اور تمام عمال کو دارالخلافت میں طلب کرکے مجلس شوریٰ منعقد کی اور ان کے سامنے مختصر تقریر کی اور ہر ایک سے ان کی رائے طلب کی، ارکان شوریٰ نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مفید مشورے پیش کئے۔ کوفہ، بصرہ اور مصر کے سبائیوں اور فتنہ پردازوں نے حاجیوں کی وضع اختیار کرکے مدینہ کا رخ کیا، تاکہ خلیفہ وقت سے بزور اپنے مطالبات تسلیم کراسکیں اور شہر سے باہر ٹھہر گئے اور چند آدمی جو اس فتنے کے سربراہ تھے، باری باری حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ملے اور کہا کہ وہ حضرات بیچ میں پڑ کر معاملہ کا تصفیہ کرادیں، سب نے اس میں پڑنے سے انکار کیا، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے انہیں بلایا اور تمام صحابہ کے سامنے ان سے کہا کہ وہ اپنی شکایتیں پیش کریں، جب یہ لوگ اپنی باتیں کہہ چکے تو آپ نے ان کی شکایت کا پورا پورا جواب دیا اور صحیح صورت حال کی وضاحت کی، ہر جواب پر صحابہ سے پوچھتے کہ ٹھیک ہے یا نہیں، سب کہتے کہ بالکل صحیح ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاکر فرمایا کہ آپ انہیں سمجھا کر واپس کردیں، میں جائز مطالبات تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے مفسدین واپس چلے گئے، اس کے بعد جمعہ کے خطبے میں بھی خلیفہ راشد نے اپنی اصلاحی اسکیم کی وضاحت کی، لوگ خوش ہوئے کہ غلط فہمیوں اور جھگڑوں کا خاتمہ ہوگیا، لیکن سبائیوں کا مقصد تو کچھ اور تھا، وہ تو صرف فساد چاہتے تھے، پھر وہ راستے سے واپس آگئے، مدینہ کی گلیوں میں تکبیر کے نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے شور قیامت برپا ہوگیا، صحابہ اپنے گھروں سے باہر آئے تو دیکھا کہ فسادیوں کی جماعت واپس آگئی ہے اور وہ انتقام کا نعرہ بلند کررہی ہے، بالآخر انہوں نے مدنیہ پر دھاوا بول دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آنے کا سبب دریافت کیا تو مصریوں نے کہا کہ ہم تو چپ چاپ چلے جارہے تھے، راستے میں ہمیں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جو نہایت تیزی کے ساتھ مصر جارہا تھا، اس کی مشتبہ حالت سے ہمیں بدگمانی ہوئی، تلاشی کی تو ایک خط برآمد ہوا، جس میں والی مصر کو یہ ہدایت تھی کہ جب یہ مصر پہنچیں تو ان کی گردن ماردی جائے، اس لیے ہم اس بدعہدی کا بدلہ لینے آئے ہیں، اسی طرح کوفہ اور بصرہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سب کا راستہ تو الگ الگ ہے، پھر تین منزل کے بعد تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ مصر والوں کے لیے اس طرح کا حکم جارہا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعتراض پر سب ہکا بکا رہ گئے، کچھ جواب نہ بن پڑا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی اطلاع دی گئی اور وہ خط ان کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی اور قسم کھا کر کہا کہ نہ یہ خط میرا ہے اور نہ اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں، اس پر مصریوں نے کہا کہ نہیں ہم نہیں مانیں گے، یہ خط آپ ہی کا ہے، اگر نہیں ہے تو جو خلیفہ اس قدر غافل ہو کہ ایسے امور پیش آجائیں اور اسے خبر نہ ہو، وہ کسی حال میں خلافت کا اہل نہیں ہے، اس لیے آپ فوراً مسند خلافت سے دست بردار ہوجائیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت یاد تھی، اس لیے وہ اس کے لیے تیار نہیں ہوئے اور فرمایا کہ جب تک جان میں جان ہے، میں اس خلافت سے دست بردار نہیں ہوسکتا اور اسے اپنے ہاتھوں سے نہیں اتار سکتا۔

خلیفہ راشد کے انکار پر بلوائیوں نے کاشانۂ خلافت کو چاروں طرف سے گھیر لیا، یہ محاصرہ تیس دنوں تک جاری رہا، پورے شہر میں انہیں شیطانوں کی حکومت تھی، شروع میں کچھ دنوں حضرت عثمان غنی مسجد نبوی میں امامت کرتے رہے، لیکن جب زیادہ سختی ہوئی تو آپ کا باہر جانا بند ہوگیا تو حضرت ابوایوب انصاری کو امامت کے لیے مقرر فرمایا کہ کچھ دنوں کے بعد بلوائیوں نے خود امامت شروع کردی۔ دانہ پانی سب بند کردیا گیا، بڑا ہی پرخطر اور نازک وقت تھا، بڑے بڑے صحابہ اپنے گھروں میں بند تھے، باہر نکلنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوتی، پڑوسیوں کی طرف سے خلیفہ راشد کے گھر میں کبھی کبھی رسد اور پانی پہنچ جاتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنی کو نہیں بچاسکتے تو اپنے صاحبزادوں (حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما) کو خلیفہ وقت کی حفاظت کے لیے بھیج دیا اور خود مدینہ چھوڑ کر باہر چلے گئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے دوران متعدد دفعہ بلوائیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور ان کے سامنے اپنے فضائل اور کارنامے بیان فرمائے، جن میں مسجد نبوی کی توسیع، بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرنا، لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کرنا اور مسلمانوں کو اللہ کی کتاب میں اختلاف اور فتنہ سے بچانا، غزوۂ تبوک کے موقع سے فیاضی کے ساتھ مال خرچ کرنا اور لشکر کو سازوسامان سے آراستہ کرنا وغیرہ؛ مگر ان سب باتوں کو سچ تسلیم کرنے کے باوجود ان ظالموں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت عثمان کا گھر بہت کشادہ تھا، ان کے گھر میں اور دروازہ پر صحابہ اور عام مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت تھی، جن کے سردار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے خلیفۃ المسلمین سے لڑنے اور انہیں دفع کرنے کی اجازت چاہی؛ لیکن آپ نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا: اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تلوار نہ اٹھائے، اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت چاہی؛ لیکن آپ نے سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف جس میں ایک شخص کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمام دنیا کو اور مجھے قتل کردو، عرض کیا: نہیں اور پھر وہ لوٹ آئے۔ باغیوں نے جب محسوس کیا کہ حج کا موسم چند دنوں میں ختم ہوجائے گا، اس کے بعد لوگ مدینہ کا رخ کریں گے اور خلیفہ کے قتل کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا اور ممالک اسلامیہ سے جو فوجیں آئیں گی وہ امیر المومنین کی حامی اور ہماری مخالف ہوں گی تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جلد شہید کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

جینے کا ہنر

عبدالباری مومن، بھیونڈی

آج کل شخصیت سازی کے موضوع کا دنیا بھر میں بہت چرچا ہے، شخصیت سازی اور زندگی کو کامیابی سے گزارنے کے موضوع پر بہت ساری کتابیں، مقالات اور مضامین لکھے جا چکے ہیں، یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، یوٹیوب پر بھی اس سلسلے کے ویڈیو ہندی نما اردو، یا اردو نما ہندی میں دیکھنے کو مل جاتے ہیں، اب تو شخصیت سازی پر لکچر دینے اور پروگرام منعقد کرنے کو بہت سارے لوگوں نے اپنا مشن بنالیا ہے، یقیناً یہ سب اچھی چیزیں ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے، البتہ یہ حقیقت ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر کتابیں کم ملتی ہیں، البتہ مضامین وغیرہ اخبارات اور رسالوں میں پڑھنے کو بہت مل جاتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت سازی کے تقریباً تمام اصول ہمیں قرآن کریم میں مل جاتے ہیں، آخر ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ اس کتاب کا مصنف خود اللہ تعالیٰ ہے، اس سے بڑھ کر کون انسان کی شخصیت سازی کے اصول فراہم کرسکتا ہے، قرآن کا موضوع آخر انسان ہی تو ہے، یہ انسانوں کے لیے ان کے خالق کی طرف سے نازل کی گئی کتاب ہدایت ہے، درج ذیل تحریر اسی موضوع پر حوالہ قلم کی گئی ہے، اس میں ایسے دس نکات بیان کئے گئے ہیں، جو ہماری شخصیت سازی کے لیے معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

شاہ کلید: ہر انسان کی زندگی میں کم از کم ایک بار ایسا موقع ضرور آتا ہے، جب اسے شاہ کلید (Master Key) ملتی ہے، یہ شاہ کلید اس کی زندگی کے تمام معاملات کو حل کرسکتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس کو پہچاننے سے قاصر ہے، صرف مایوس افراد ہی ایسا سوچتے ہیں کہ وہ اس قسم کی شاہ کلید سے محروم ہیں، لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے، مغربی ممالک میں تو ایسی بہت سی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، جن کے مصنفین کا دعویٰ ہے کہ ان کی لکھی ہوئی یہ کتاب زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے شاہ کلید کی حیثیت رکھتی ہے، یورپ کے اسٹیو شینڈلر نام کے ایک مقبول مصنف نے یہ بات لکھی ہے کہ میں اپنی زندگی کے تیس سالوں تک شدید مایوسی کا شکار تھا؛ لیکن جب میں نے وہ کتاب پڑھی، جس کا نام تھا ''دولت کی شاہ کلید'' تو یکایک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری الجھنوں کا حل مجھے مل گیا ہے، میرے ہاتھ واقعی ایک شاہ کلید لگ گئی ہے، مجھے اب تمام مشکلات سے نجات حاصل ہونے والی ہے۔ دراصل اس کتاب میں انسانوں کو مایوسی سے چھٹکارے کے گُر بتائے گئے تھے، ان میں اکثر وجوہ کا ذکر تھا، جن کی بنا پر انسان مایوسی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے، انسان جب چاہے دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کا آغاز کرسکتا ہے، شرط یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو بدلنے کے لیے تیار ہوجائے، اس کے بعد شینڈلر نے اس موضوع کی دیگر کتابوں کو کھنگالا، متعدد کوششوں کے بعد انہوں نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں، اسی موضوع پر متعدد کتابوں کے مصنف کی حیثیت سے مشہور ہوا، اپنے تجربات کی روشنی میں اس نے اپنے قارئین کو یہ مشورہ دیا کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے ایک شاہ کلید تلاش کرے، جس سے وہ اپنی زندگی کے لیے رہنمائی حاصل کرسکتا ہو، اسے یقیناً وہ شاہ کلید مل جائے گی۔

شینڈلر نے جو بات بیان کی ہے، وہ خالصتاً مادی دنیا کے نقطہ نظر سے ہے، وہ ان لوگوں میں سے ہے جو صرف مادی کامیابی کو ہی اصل کامیابی سمجھتے ہیں، ایک محدود نقطہ نظر ہے، جب کہ ایک صاحب ایمان شخص کا نقطہ نظر اس سے کہیں زیادہ وسیع ہوتا ہے، جو دنیا سے پرے آخرت تک پھیلا ہوا ہوتا ہے، چناں چہ اس کے لیے حقیقتاً قرآن کریم ہی شاہ کلید ہوسکتی ہے، قرآن صرف ایک مسلمان کے لیے ہی نہیں؛ بلکہ ہر اس شخص کے لیے شاہ کلید ہے، جو دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت پر بھی یقین رکھتا ہے، قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون انسان کی نفسیات سے واقف ہوسکتا ہے، قرآن انہی افراد کے لیے شاہ کلید ثابت ہوسکتا ہے جو اس سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہوں، جو اس کا بار بار مطالعہ کریں اور ساری زندگی کے لیے اس کو حرز جاں بنالیں، ہر مرتبہ پڑھنے پر اس سے نئے نئے انکشافات ہوں گے، ہر مرتبہ ایک نیا لطف ملے گا، قرآن بنیادی طور پر اب دعوت وہدایت ہے، دنیا اور آخرت کی کامیابی کی دعوت اور اس کے لیے ہدایت۔ شخصیت سازی کے موضوع پر انسانوں کی تصنیف کردہ کتب صرف دنیا کی حد تک انسانوں کو بلند مقام حاصل کرنے کے گُر بتاتی ہیں، جب کہ اللہ کی کتاب قرآن مجید انسانوں کو صرف دنیا ہی نہیں؛ بلکہ آخرت کی کامیابی کا راستہ بتاتی ہے، اس سے بہتر اور کون سی کتاب شاہ کلید ہوسکتی ہے۔

رفتار کار سست یا تیز: انسانی فطرت ہے کہ وہ کوئی نیا کام شروع کرتا ہے، جوش اور جذبے سے بھرا ہوتا ہے، چاہتا ہے کہ تیزی کے ساتھ وہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے؛ لیکن اس کا ایک منفی پہلو بھی ہے کہ کچھ عرصے کے بعد اس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور اس کے کام کی رفتار سست ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات وہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا پاتا اور اسے درمیان میں ہی ادھورا چھوڑ دیتا ہے۔ ہنری فورڈ نے یہ بات کہی تھی کہ دنیا کا کوئی بھی کام ایسا نہیں ہے کہ جسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے سے اسے انجام تک پہنچایا جاسکتا، دراصل انسان یہ سمجھتا ہے کہ اگر کسی کام کا آغاز سست رفتاری سے کیا جائے تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن نہیں ہوگا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، کام کی تکمیل میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا آغاز تیز رفتاری سے ہی کیا جائے؛ بلکہ دراصل اس کام کو ٹالنا، صرف یہ سوچ کر کے ابھی اس کام کو پوری رفتار سے انجام نہیں دے سکتے، ناکامی کا باعث ہوسکتا ہے، شاید یہ بات صدفی صد صحیح نہ ہو؛ لیکن کام کا آغاز کردینا اس جذبے کے ساتھ کے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہی ہے، اس معاملے میں جسمانی تحریک سے زیادہ ہمارا ذہنی رویہ اہمیت رکھتا ہے، اگر ہم یکسو ہوکر ذہنی طور پر کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے آمادہ ہوں تو ہمارا دماغ تیز رفتاری سے کام کرنے لگتا ہے، جس کے نتیجے میں کام کرنے کی ہماری رفتار خود بہ خود تیز ہوجاتی ہے، ہمارا جسمانی نظام ہمارے دماغ کے تابع ہوتا ہے، دماغ کو حاضر اور متحرک رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہ ہوں۔

صحبت صالح: اگر آپ زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اچھے دوستوں کا انتخاب کیجئے، ایسے دوست جو آپ کو بہتر مشورے دے سکتے ہوں، مثبت خیالات کے مالک ہوں، قنوطی، حاسد، وقت ضائع کرنے والے افراد کی صحبت سے اجتناب کیجئے، انسان کی صحبت ہی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب ہوگا یا نہیں، اپنی سرگرمیوں کا جائزہ لیجئے، آپ کتنا وقت دوستوں کے ساتھ فضول باتوں اور گپ شپ میں گنواتے ہیں اور کتنا وقت کام کی باتوں میں، اپنے ایسے دوستوں کی فہرست بنائیے، جن سے مل کر آپ کو خوشی ہوتی ہے، جن کی صحبت میں آپ خوش وخرم رہتے ہیں، ان سے ملاقات کے لیے وقت نکالئے، باقاعدہ ملاقات کا منصوبہ بنائیے، ان سے گفتگو کے بہانے ڈھونڈیئے، ہر ہفتہ کم از کم ایسے شخص سے ضرور ملیئے، جو مثبت خیالات کا مالک ہو اور آپ کو مایوس نہ ہونے دے، فارسی کا مقولہ ازبر کرلیجئے:

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

حکمت عملی: کامیابی کے لیے اپنی حکمت عملی خود بنائیے، اسے دوسروں کے بھروسے پر نہ چھوڑیئے۔ بل واش کے طریقے کو سامنے رکھئے، یہ فٹ بال کا ایک کامیاب کوچ تھا، اس کا طریقہ تھا کہ اپنی ٹیم کو میدان میں اتارنے سے پہلے وہ کاغذ کی ایک شیٹ بنالیتا تھا، جس پر تمام کھلاڑیوں کی فہرست ہوتی تھی، پھر وہ کنارے کنارے پورے میدان کا چکر لگاتا اور یہ طے کرنے کی کوشش کرتا کہ کس طرح مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کو اپنے پلان کے مطابق کھیلنے کے لیے مجبور کیا جاسکتا ہے، عام طور پر اکثر کوچ یہ کرتے ہیں کہ کھیل کے شروع میں تو کچھ ہدایات اپنی ٹیم کو دے دیتے ہیں، پھر کھیل شروع ہونے کے بعد مخالف ٹیم کا کھیل دیکھ کر اپنی ٹیم کو مزید ہدایات دیتے ہیں، اس کے برعکس بل واش ایسی حکمت ترتیب دیتا تھا کہ ان کی ٹیم اس کے بنائے ہوئے منصوبے کے تحت کھیلے، اس کے اس غیر روایتی طریقے پر اکثر تنقید ہوتی تھی؛ لیکن بل واش اس کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام جاری رکھتا، اس کی تربیت یافتہ ٹیموں کی فتح کا تناسب 80% تھا، اس کی یہ حکمت عملی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ کامیابی کا اہم گُر ہے، کسی کے عمل کے بعد ردعمل ظاہر کرنے کے بجائے اپنے آپ کو زیادہ فعال بنائیں، آگے بڑھ کر عمل کریں، دوسروں کے عمل کے بعد ردعمل دکھانے کے بجائے ان کے ردعمل کا پہلے سے اندازہ لگائیں اور اسی لحاظ سے اپنی حکمت عملی پہلے طے کرلیں، حکمت عملی اسی کا نام ہے کہ ہم آگے بڑھ کر فعالیت کا مظاہرہ کریں، اپنا کوئی ذاتی اور گھریلو کام ہو یا اجتماعی، تنظیمی، سماجی، یا کاروباری کام، ہر معاملے میں حکمت عملی پہلے سے طے کرلینا کامیابی کے امکانات کو بہت بڑھا دیتا ہے، اس کی بہترین مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ملتی ہے جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں جب ان سے ملتا تھا تو ہمیشہ ایسا ہوا کہ میرے سلام کرنے سے پہلے خود انہوں نے سلام کردیا اور میں سوچتا ہی رہ گیا۔

آج کی اہمیت: اپنے ہر دن کو ایک شاہکار دن بناؤ، یہ ایک نصیحت ہے جو ایک باپ نے اپنے اس بیٹے کو کہ جو آگے چل کر باسکیٹ بال کی ایسی ٹیموں کا کوچ بنا دیا، جو اوسطاً بارہ میں سے دس میچ جیت جاتی تھیں، وہ اپنے ہر کھیل کی تیاری اس طرح کرتا تھا کہ گویا یہی فائنل میچ ہے، سب سے زیادہ اہمیت اس چیز کی ہے جو آج ہمارے سامنے ہے، اس پر آنے والے کل کی کامیابی کا انحصار ہے، دوسرے الفاظ میں یہ زندگی یہ دنیا ہمارے لیے میدان کار ہے، عمل کی جگہ ہے، آج کا عمل سب سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ آخرت کی تیاری اس طرح کرو، گویا تمہیں بس کل ہی یہاں سے کوچ کرنا ہے؛ یعنی دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ؛ لیکن کل آنے والے آخرت کے دن کو ہمیشہ یاد رکھو، اسے ہرگز نہ بھلاؤ۔ یہی خیال ہمارے آج کے دن کا ایک شاہکار دن بنا دیتا ہے۔ جب ہم بستر پر سونے کے لیے جائیں تو یہ احساس کریں کہ ہمارا آج کا دن ایک شاہکار دن تھا، اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ آپ کا آج کا دن کیسا گزرا تو آپ یہ جواب دے سکیں کہ میرا آج کا دن ایک شاہکار دن تھا، اس طرح ہمارا ہر اگلا دن بہتر سے بہتر ہوتا جائے گا، آج کا ہر کام ہم آج ہی کر ڈالیں، اسے کل پر ہرگز نہ چھوڑیں تو یقیناً ہمارا ہر دن ایک شاہکار دن ہوگا۔ ہماری اصلاح، کامیابی، ترقی، بہتری یہ سب ایک بڑھنے گھٹنے والی کیفیات ہیں، اگر ہم کل کی ترقی، بہتری اور کامیابی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آج کو شاہکار بنانا ہوگا۔ ہمارا آج ایک عالم صغیر ہے، ایک چھوٹی سی دنیا ایک کوزہ جس میں سمندر کو بند کردیا گیا ہے، جب رات کو ہم سو جاتے ہیں تو گویا ایک موت سے ہمکنار ہوتے ہیں، اگلی صبح جب ہم نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو ایک نئی زندگی لے کر دنیا میں آتے ہیں، کیا قرآن کی آیات اس بات کی تصدیق نہیں کرتیں کہ آج کی دنیا ہی عمل کی دنیا ہے، آپ کی ساری زندگی بس آج کا دن ہے، تو پھر اس کو فضولیات میں ضائع کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔

بری عادتیں: بری عادتوں سے یک لخت چھٹکارا پانا ناممکن ہے، سوائے اس کے کہ کسی شدید دھچکے کا سامنا کرنا پڑے، بری عادتوں کے مراکز میں بھی ان سے آہستہ آہستہ چھٹکارا پانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، عام طور پر انسان کوئی بری لت یا عادت اس وقت اختیار کرتا ہے، جب اس کو اس میں کسی قسم کی تسکین ملتی ہے، اس سے اس کو تھوڑا بہت کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کا فائدہ اس سے ہونے والے نقصان کے مقابلے میں کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ قرآن نے بھی ہمیں یہی بات بتائی ہے، ہم کسی بری عادت میں اس لیے پڑ جاتے ہیں کہ ہم اس میں اپنے لیے تسکین پاتے ہیں، اگر واقعی ہم اپنی بری عادتوں سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اس پر غور کرنا ہوگا کہ آخر ہم نے اسے اختیار کیوں کیا تھا، اپنی کس خواہش کی تسکین ہم اس عادت سے کرنا چاہتے تھے، پھر ہم کو اس بارے میں سوچنا چاہیے کہ کیا ہم اسی قسم کی تسکین کے لیے کسی اور عادت، اچھی عادت کو اختیار نہیں کرسکتے، غور وفکر کے بعد ہمیں یقیناً کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے، اللہ تعالیٰ خلوص دل کے ساتھ ہدایت مانگنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔

۲۰۱۹ء الیکشن؛ ایک بار پھر بی جے پی کو ہندوتو کا سہارا

راجدیپ سر دیسائی (ہندوستان ٹائمز ۱۵/ مارچ ۲۰۱۹ء) ☆☆☆☆☆ ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

نریندر مودی جب اپنے پیدائشی سرزمین گجرات میں پرچار کررہے ہوتے ہیں تو ان کا جارحانہ انداز اور زیادہ ڈرامائی ہوجاتا ہے۔اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انہوں نے حال ہی میں احمد آباد کی ایک ریلی میں پاکستان میں موجود دہشت گرد ٹھکانوں پر مزید ہوائی حملوں کی دھمکی دیتے ہوئے ''گھر میں گھس کر ماریں گے'' کا اعلان کردیا۔ان کے بھکتوں کی ٹولی جو اس وقت تک کچھ بجھی بجھی سی تھی اچانک جوش و ولولہ سے بھر گئی اور مودی مودی کے نعرے گونج اٹھے۔نریندر مودی کی یہ سیاسی قلابازیاں جذبات کو بھڑکانے کا بہت پرانا ہتھیار رہے۔نریندر مودی کی اس جذباتی نوٹنکی نے ایٹمی ہتھیاروں سے لیس پڑوسی ملک سے جنگ کی قیمت ملک کو کتنی چکانی پڑے گی یہ سوچنے کا موقع ہی ان کے بھکتوں کو نہیں دیا۔

پاکستان مخالف یہ جارح اور سخت الفاظ گجرات کے سیاسی میدان میں نئے نہیں ہیں۔گودھرا واقعہ اور اس میں مبینہ ''پاکستانی لنک'' (جو کہ ہندوستان میں ہونے والے ہر دہشت گردانہ حملہ میں نکل آتا ہے یا نکال لیا جاتا ہے) کے پس منظر میں ہوئے ۲۰۰۲ء کے اسمبلی الیکشن میں مودی نے ''میاں مشرف'' کو سب سے بڑا دشمن قرار دیا تھا۔پاکستانی حکمراں کے لیے ''میاں'' کے لفظ میں گجرات کے مسلمانوں کے لیے ایک کھلا ہوا پیغام تھا۔۲۰۱۷ء کے اسمبلی الیکشن میں تو انہوں نے ایک طرح سے کانگریس پر پاکستان کے ساتھ سانٹھ گانٹھ کا الزام لگاتے ہوئے یہ تک کہہ دیا تھا کہ سابق وزیر اعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ سرحد پار سے آئے ہوئے ہائی پروفائل مہمانوں کے ساتھ ڈنر کے دوران سازش میں لگے ہوئے تھے۔اس پر ڈاکٹر من موہن سنگھ نے ان سے معافی مانگنے کو کہا، جو کہ مودی نے کبھی نہیں مانگی۔مودی کے الیکشن مہم میں پاکستان کے حوالے جان بوجھ کر دیے جاتے ہیں، اس کی تصدیق اس وقت ہوئی جب گجرات کے ایک سرحدی شہر میں منعقد ریلی کو خطاب کرتے ہوئے مودی نے دعویٰ کیا کہ ایک رٹائرڈ پاکستانی جنرل سونیا گاندھی کے سیاسی مشیر اور سکریٹری ''میاں احمد پٹیل'' کو گجرات کا اگلا وزیر اعلیٰ بنانے میں لگا ہے۔اس سلسلہ میں مودی نے ایک فرضی فیس بک پوسٹ کا حوالہ دیا، جو کبھی موجود تھا ہی نہیں۔سورت میں راتوں رات فرضی پوسٹر چھپ گئے، جس میں پٹیل کا اگلے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے استقبال کیا گیا تھا۔اس کو ڈاکٹر من موہن سنگھ پر لگائے گئے ملک سے غداری کے الزام کے ساتھ جوڑ کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ زہریلی اور نفرت انگیز سیاسی مہم کا ایک نئی گرتی ہوئی گھٹیا ترین سطح تھی۔

یہاں پر سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ پاکستانی دہشت گردوں اور ان کے مقامی ''لنک'' کا خوف ۲۰۱۹ء کے الیکشن میں ملکی سطح پر کوئی اثر دکھائے گا۔گجرات کی سرحد پاکستان سے لگتی ہے اور وہاں فرقہ وارانہ فسادات کی لمبی تاریخ رہی ہے۔وہاں شہری گجرات کا ملے جلے رویے اور شہروں میں الگ تھلگ ہوچکے طبقوں کے ماحول میں اکثریتی فرقہ کو متحد کرنے کی سیاست بہت ہی بے شرمی کے ساتھ کی جاتی ہے۔لیکن باقی ہندوستان کیا مودی کے اس کھلے ہوئے اشارے کو قبول کرے گا کہ ''پاکستان حمایتی حزب مخالف'' انہیں ہٹانے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر کام کررہا ہے، کیوں کہ انہوں نے پاکستان کے اندر گھس کر حملہ کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔یاد کیجیے ۲۰۱۵ء کے بہار اسمبلی الیکشن میں جب بی جے پی کے صدر امیت شاہ نے ووٹروں کو دھمکی دی تھی کہ اگر مخالف مہا گٹھبندھن جیت گیا تو پاکستان میں پٹاخے پھوڑے جائیں گے۔اپنے مخالفین (جن میں نتیش کمار بھی شامل تھے جو اب ان کے حلیف ہیں) کو سرحد پار کے دشمن سے جوڑنے کی کوشش بہاری ہندو ووٹر کی تشویش اور عدم تحفظ کے احساس کو بیدار کرنے کے لیے اور ان کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کے لیے تھا۔لیکن ان کی یہ کوشش مہا گٹھبندھن کے وسیع ذات پر منحصر حکمت عملی کے آگے ناکام رہی۔اپنے جن سنگھ والے اولین دور میں سنگھ پریوار نے ''اکھنڈ بھارت'' کا ایجنڈا پیش کرتے ہوئے پاکستان کے خاتمے کو اپنا بنیادی ایجنڈا قرار دیا تھا تو اس زمانے میں ووٹرز نے اس سلسلہ میں کوئی خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تھا۔۱۹۹۹ء میں کارگل کی جنگ کے بعد ہوئے الیکشن میں بھی اس کی حمایت میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا تھا۔نہ دہلی کے ووٹر ۲۰۰۸ء میں ممبئی میں ہوئے دہشت گردانہ حملہ کے بعد جذبات میں بہے تھے۔حالانکہ اس موقع سے بی جے پی نے اشتہار دے کر کانگریس کو دہشت گردی کے کاروباریوں کو روکنے میں ناکام رہنے کا مجرم گردانا تھا۔اس کے باوجود اگر بی جے پی کو ۲۰۱۹ء میں یقین ہے کہ پاکستان پر لگاتار زبانی حملے کرکے وہ انتخابی ماحول اپنے حق میں کرلے گی تو اس میں جزوی طور پر کمزور اور منتشر حزب اختلاف کا بھی اہم رول ہے۔ہوائی حملے کا ثبوت مانگ کر حزب اختلاف نے مودی۔شاہ کے جال میں پھنسنے کا خطرہ مول لے لیا ہے۔جب بڑھتی ہوئی مہنگائی اور گرتی ہوئی زرعی آمدنی کے اعداد و شمار کانگریس کی قیادت والے حزب اختلاف کے بنیادی مسئلے ہونے چاہئیں ایسے وقت میں اس کے کئی نیتا قومی تحفظ کے معاملہ میں بے معنی اور فالتو کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔

ٹی آر پی کے بھوکے پرائم ٹائم نیوز چینلوں کے دم پر ''سینوں میں آگ بھڑکانے والی وطن پرستی'' ہندوتو کی سیاست اور مودی کو خوب راس آتی ہے، خاص طور پر ہندی بولنے والی ریاستوں میں، جہاں سے ۲۰۱۹ء کی ہار جیت طے ہوگی۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں رام جنم بھومی کے نام پر ہندوتو کی لہر پیدا کی گئی تھی، اب ''اسلامی پاکستان'' کو چیلنج دیتے ''مضبوط ہندو راشٹر'' کے تصور کے اردگرد ''وطن پرستی'' کا طوفان کھڑا کرنے کے لیے وردی والوں کا استعمال کیا جارہا ہے۔پاک فوج اور دہشت گردی کی مشینری سے ڈپلومیٹک طریقہ سے نمٹنے سے عاجز آچکے نئے نوجوان جذباتی ووٹرز ''مودی ہے تو ممکن ہے'' کے جنگی نعرے لگارہے ہیں۔

شاید زیادہ متحد اور فکری اعتبار سے مضبوط حزب اختلاف مودی برانڈ کے ''ہندوتو والی وطن پرستی'' کو مثبت چیلنج پیش کرسکے جیسی اس نے ۱۹۹۰ء کے بعد کی دہائی میں دی تھی، جب ''مندر وہیں بنائیں گے'' والی زعفرانی فوج کو اتر پردیش میں ہی روک دیا گیا تھا، لیکن اس وقت چیلنج دینے والے سیاسی جنگ کے تجربہ کار ملائم سنگھ یادو اور بہوجن سماج پارٹی کی شکل میں تیزی سے ابھرتی ہوئی سیاسی طاقت تھی۔کیا تھکی ہوئی اور سمجھوتہ کرنے پر مجبور مایاوتی اور اب تک نہ آزمائے گئے اکھیلیش کے ساتھ راہل۔پرینکا کی جوڑی مودی کے مہارتھیوں کو ویسا ہی چیلنج پیش کرپائیں گے، یہ بات یقینی طور نہیں کہی جاسکتی۔اس کے علاوہ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں واجپئی۔اڈوانی کے دور کے نیتاؤں کے اندر عمومی طور پر پارلیمانی اخلاق کی رعایت تھی، وہیں مودی۔شاہ کے وفاداروں کے پاس سیاسی طور پر صحیح ہونے یا آئینی و اخلاقی اقدار کے لیے زیادہ وقت نہیں ہے۔جب جنگ کی لکیریں ''دیش بھکت'' اور ''دیش دروہی'' پر مبنی ہو تو سیاسی ماحول کو تو زہریلا ہونا ہی ہے۔

پس تحریر: پاکستان پر حملہ کی سیاست شیوسینا کے سابق صدر بال ٹھاکرے کا ٹریڈ مارک تھا،۱۹۹۱ء میں جب شیوسینکوں نے ہندوستان پاکستان کے بیچ ہونے والے کرکٹ میچ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پچ کھود ڈالی تھی، تو انہوں نے ہم سے کہا تھا۔''مجھے اپنے لڑکوں پر فخر ہے، جنہوں نے پاکستان کو سبق سکھایا'' ممبئی میں کرکٹ کی پچ کھود کر ٹھاکرے نے جو حاصل کرنے کا دعویٰ کیا تھا، وہی مودی کو بالاکوٹ پر ہوائی حملے سے حاصل ہونے کی امید ہے۔

بے روزگار نوجوانوں کا چہرہ چینلوں پر کیوں نہیں ہے

ہزاروں کروڑ کے اس انتخاب میں نوجوانوں کا استعمال اس پلیٹ کی طرح کیا جارہا ہے جس کو کھانے کے بعد شامیانے کے باہر پھینک دیا جانا ہے۔گزشتہ دنوں ضابطہ اخلاق نافذ ہونے سے پہلے اشتہارات کی ہولی کھیلی گئی۔کروڑوں روپے پھونک دئے گئے جواب کوڑا بن چکے ہیں۔اس پیسے سے کتنوں کو روزگار مل جاتا۔ہر وزارت کے اشتہار پر وزیر اعظم مودی کا چہرہ ہے، تو سوال انہی سے ہے کہ اسٹاف سلیکشن کمیشن کو لے کر ان کا اشتہار کہاں ہے، کیوں نہیں ہے۔وزیر اعظم مودی کی سیاست نے نوجوانوں کو ایک روزگار دیا۔دن بھر مودی مودی کرو۔جو مودی مودی نہ کرے اس کو گالی دو۔نوجوانوں نے یہ کام پوری ایمانداری سے کیا۔مودی کے لئے دوسروں کو گالی دی تو مودی کو خوب پیار بھی کیا۔اس کی شکایت وزیر اعظم نہیں کرسکتے کہ نوجوانوں نے ان کو کم پیار کیا ہے۔اب جب اپنی نوکری کو لے کر نوجوان مارے مارے پھر رہے ہیں تو مودی نظر نہیں آرہے ہیں۔الٹا روزگار کے سوال پر متنازعہ اعداد و شمار سے انہی کو جھٹلا رہے ہیں۔چینلوں پر جاب کے موضوع پر بحث تو ہے مگر جاب سسٹم کے ستائے نوجوانوں کے چہرے نہیں ہیں۔لاکھوں نوجوانوں کو ایک نمبر میں بدل دیا گیا ہے۔تیس فیصد مانتے ہیں کہ جاب ایک مسئلہ ہے۔ایک سیکنڈ کے بعد اسی اسکرین پر نریندر مودی کی مقبولیت کا نمبر آجاتا ہے۔تیس فیصد کی جگہ ۶۲/ فیصد آجاتا ہے۔۶۲/ فیصد کے سامنے ۳۰/ فیصد کی اوقات زیرو ہوجاتی ہے، بحث شفٹ ہوجاتی ہے؛ مودی کا کوئی بدل نہیں ہے۔ایس ایس سی سی جی ایل ۲۰۱۷ء کے امتحان دینے والوں کے پیغام آئے جارہے ہیں۔ہر پیغام میں ایک خوفناک اکیلا پن اور ناامیدی دکھ رہی ہے۔سات مہینے سے ان کا معاملہ سپریم کورٹ میں زیر التوا ہے۔اس امتحان میں دھاندلی کا الزام لگا تھا۔مگر سزا بھگت رہے ہیں وہ طالب علم بھی جنہوں نے ایمانداری سے امتحان دیا ہے۔وہ سزا نہیں بھگت رہے ہیں بلکہ نوکری پانے کے سال گنوا رہے ہیں۔یہ ایک عمر قید سے کم نہیں ہے۔۲۰۱۷ء کا یہ امتحان ہے اور مارچ ۲۰۱۹ء تک رزلٹ کا کوئی امکان نہیں دکھ رہا ہے۔دو سال میں ایک امتحان پورا نہیں ہوسکا۔تیس لاکھ امتحان دہندگان نے ۸۰۰۰/ سے زیادہ عہدوں کے لئے امتحان دئے۔۹۸۰۰۰/ چوتھے مرحلے کے امتحان کا انتظار کررہے ہیں۔تین مرحلوں میں پاس کرنے کے بعد انتظار لمبا ہوتا جارہا ہے۔اس کو پاس کرنے کے بعد وہ ۸۰۰۰/ عہدوں کے لئے چنے جائیں گے۔ان کے لئے ایک ایک دن بھاری پڑ رہا ہے، ممکن ہے زیادہ تر بی جے پی حامی ہی ہوں گے، بی جے پی بھی ان کی آواز نہیں بن رہی ہے، اس کے رہنماؤں کو ان کے لئے سڑک پر اترنا تھا۔لگتا ہے کہ نوکری کے مسئلے پر کسی کو ان نوجوانوں کی حمایت نہیں چاہیے، سب کو یقین ہے کہ ہندو مسلم ڈبیٹ فیکٹری سے نکلے یہ نوجوان بی جے پی کے تاعمر غلام ہوچکے ہیں۔سپریم کورٹ کو ایک کام کرنا چاہیے۔نوکری کے امتحانوں سے متعلق تمام مقدموں کی سماعت فاسٹ ٹریک کورٹ میں کرانی چاہیے، ریاستوں میں حکومتیں ہائی کورٹ کے سنگل اور ڈبل بنچ کے حکم کے بعد بھی بحالی اگزام پر کارروائی نہیں کرتی ہیں، تقرری کا خط نہیں دیتا ہے، معاملہ سپریم کورٹ میں بھی لٹکتا ہے، اس کو ایسے معاملوں کو ارجینٹ مقدمہ کی طرح سننا چاہیے، امتحان کینسل ہوگیا تو نوجوانوں کے پاس دوبارہ چانس نہیں رہتا ہے، اس لئے کورٹ کو حساس ہونا چاہیے کہ فیصلہ جلدی ہوتا کہ نوجوانوں کے مواقع پر اثر نہ پڑے۔فیصلہ آنے میں ہونے والی دیری مواقع کی برابری کے جذبہ کے خلاف ہے، سپریم کورٹ ہمارے آئین اور مواقع کا محافظ ہے۔یہ انتخاب بے روزگاری اور نوکری کا سوال ہے۔نوجوان اگر اپنے لئے سیاسی جماعتوں کو مجبور نہ کرسکے ان کے اگلے پانچ سال بھی بھیانک ہونے جارہے ہیں۔اشتہار اور چینلوں کے بنائے مدعوں سے لڑنا ہی ہوگا۔اب تو وزیر اعظم نے نوکری کے بارے میں جھوٹ بھی بولنا بند کردیا ہے۔کیا اس بار پچھلے انتخاب کی طرح ۲/ کروڑ کی جگہ ۴/ کروڑ روزگار دینے کا جھوٹا نعرہ آئے گا؟ ''مدرا لون'' کے متنازعہ اعداد و شمار کے بہانے وہ روزگار کا دعویٰ کررہے ہیں۔سب کو پتہ ہے ''مدرا لون'' کی سچائی کیا ہے۔

مودی حکومت نے نوکری نہیں دی اور نوکری کے امتحان کا ایماندارانہ سسٹم بھی نہیں دیا۔ریاستوں میں تو اور بھی بری حالت ہے۔تین ریاستوں میں کانگریس کی حکومت آئی ہے۔وہاں بھی اس سمت میں کوئی ٹھوس کوشش نہیں ہے۔جے ڈی یو اور ترنمول حکومت کے اگزام سسٹم کا بھی وہی حال ہے۔امتحانوں پر دھاندلی اور مقدموں کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔نوجوانوں کو سختی سے اپوزیشن پارٹیوں اور حکومت سے سوال کرنے ہوں گے۔اگر ہمارا نوجوان ایک ایماندارانہ اگزام سسٹم حاصل نہیں کرسکتا ہے، فوری تقرری کا عمل حاصل نہیں کرسکتا ہے تو لعنت ہے اس کی جوانی پر۔**(رویش کمار کے بلاگ سے انتخاب)**

سید محمد عادل فریدی

نیوزی لینڈ میں مسجد پر دہشت گردانہ حملہ میں ۴۹/نمازی شہید

نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ میں واقع دو مسجدوں میں ہوئے دہشت گردانہ حملہ میں ۴۹/نمازی شہید ہو گئے ہیں، جبکہ ۴۸/لوگ زخمی بھی ہیں۔خبروں کے مطابق ڈینس ایوینیو مسجد میں ہوئی گولی باری کے دوران ۴۲/افراد ہلاک ہوئے اور لنووڈ مسجد پر حملہ میں ۷/افراد ہلاک ہوئے۔میڈیا ذرائع کے مطابق زخمیوں کی تعداد بھی ۴۸/ہوگئی ہے۔زخمیوں کا علاج کرائسٹ چرچ کے اسپتال میں کیا جارہا ہے۔اس دہشت گردانہ واقعہ کی مذمت مختلف ممالک کے سرکردہ لیڈران نے کی ہے۔مسجد میں گولی باری کرنے والے اہم حملہ آور کے تعلق سے بتایا جارہا ہے کہ وہ ۲۸/سالہ آسٹریا کا باشندہ ہے۔میڈیا میں چل رہی خبروں کے مطابق حملہ آور نے اس واقعہ کا لائیو ویڈیو اپنے فیس بک صفحہ پر چلایا تھا جس میں اس نے اپنا نام برینٹن ٹیرینٹ بتایا ہے۔اس درمیان نیوزی لینڈ کی وزیراعظم جیسنڈا اکا کہنا ہے کہ جن چار مشتبہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، ان کا نام سیکورٹی واچ لسٹ میں شامل نہیں ہے۔لیکن جس طرح کا اندوہناک واقعہ ہوا، اس کو دیکھتے ہوئے نیشنل سیکورٹی تھریٹ لیول کو زیادہ کردیا گیا ہے۔اس حملہ میں زخمی ہونے والوں میں ایک حیدرآبادی نوجوان بھی شامل ہے جو اسپتال میں زیرعلاج ہے، جبکہ ۹/ ہندوستانی لاپتہ بتائے جارہے ہیں۔(قومی آواز/ یواین آئی)

فرانس نے مذہبی مقامات کی سکیورٹی میں اضافہ کردیا

فرانس نے جمعہ کو نیوزی لینڈ کے کرائسٹ چرچ کی دو مساجد پر دہشت گردانہ حملے کے پیش نظر مذہبی مقامات کی سکیورٹی میں اضافہ کردیا۔وزیر داخلہ کرسٹوفر کاسٹنر نے کہا ہے کہ نیوزی لینڈ کے واقعہ کے فوراً بعد احتیاطاً ملک کے تمام مذہبی مقامات کی سکیورٹی سخت کردی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ دہشت گردانہ حملے کی اطلاع ملتے ہی ہم نے متعلقہ افسران کو سکیورٹی انتظام سخت کرنے کے لیے جنگی پیمانے پر کام کرنے کی ہدایت جاری کی ہے۔(یواین آئی)

بغیر ٹھوس ثبوت کے مسعود اظہر کو گرفتار نہیں کیا جائے گا: پاکستان

پاکستان نے کہا ہے کہ جموں وکشمیر کے پلوامہ خودکش حملہ میں جیش محمد کے سربراہ مسعود اظہر کے مبینہ طور پر ملوث ہونے کے سلسلے میں بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے حراست میں نہیں لیا جائے گا۔مسعود اظہر کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں سرکاری افسر نے میڈیا سے کہا کہ بغیر کسی ٹھوس ثبوت یا کسی جرم کے ہمیں مولانا مسعود اظہر کو گرفتار کیوں کرنا چاہئے؟ سرکاری ذرائع نے دعوی کیا کہ مسعود اظہر کی پلوامہ حملے میں ملوث ہونے کے ثبوت کے طور پر ہندوستان کی جانب سے دو صفحات کے ڈوزیئر کا وزارت داخلہ نے انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ اور دیگر ایجنسیوں کے ساتھ گہرائی سے جائزہ لیا لیکن اس میں ایسا کچھ بھی نہیں ملا جو مسعود کے خلاف ٹھوس ثبوت بنتا ہے۔ذرائع کے مطابق ڈوزیئر میں پابندشدہ تنظیم کے ۲۲/اراکین کی پلوامہ حملے میں شامل ہونے کے شک کا اظہار کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

امریکہ مسلم قیدیوں کے سلسلے میں چین پر پابندی لگانے کی تیاری میں

امریکہ نے چین کے صوبہ ژنژیانگ میں مسلمانوں کو قیدی بنائے جانے کے مسئلے پر چین پر پابندی لگانے کے اشارے دئے ہیں۔محکمہ خارجہ کے ترجمان رابرٹ پلاڈینو نے جمعرات کو نامہ نگاروں سے کہا کہ ہم چین سے ان پالیسیوں کو ختم کرنے اور منمانے طریقے سے گرفتار کئے گئے مسلمانوں کو رہا کرنے کا دباؤ بناتے رہیں گے، ہم مسلمانوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ذمہ دار ٹھہرانے کے لئے پرعزم ہیں اوران کے خلاف پابندی لگانے پر غور کررہے ہیں۔(یواین آئی)

گردابی طوفان ایڈائی سے مرنے والوں کی تعداد ۱۲۲/تک پہنچی: اقوام متحدہ

جنوبی افریقہ کے موزمبیق اور ملاوی میں گردابی طوفان ایڈائی کی وجہ سے کم ازکم ۱۲۲/افراد ہلاک ہو گئے جبکہ دس لاکھ سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوٹیرس کے ترجمان اسٹیفن دجارک نے بتایا کہ انسانی امداد دفتر (اوسی ایچ اے) کے مطابق ایڈائی گردابی طوفان کی وجہ سے آئے سیلاب سے ملاوی اور موزمبیق میں کم ازکم ۱۲۲/افراد ہلاک ہوگئے اور دس لاکھ سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔(یواین آئی)

چین نے سلامتی کونسل میں مسعود اظہر کو عالمی دہشت گرد قرار دینے کی قرارداد روکی

چین نے سلامتی کونسل میں مختلف ممالک کی جانب سے مولانا مسعود اظہر کو عالمی دہشت گرد قرار دینے کی قرارداد روک دی ہے۔غیرملکی خبررساں ادارے کے مطابق سلامتی کونسل میں ہندوستان کی درخواست پر فرانس، امریکہ اور برطانیہ نے پاکستان کی ممنوعہ تنظیم جیش محمد کے سربراہ مسعود اظہر کو عالمی دہشت گرد قرار دینے کی قرارداد پیش کی تھی تاہم چین نے سلامتی کونسل میں مسعود اظہر کے خلاف قرارداد کو روک دیا ہے۔چینی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم نے ہمیشہ ذمے دارانہ رویے کا مظاہرہ کیا ہے اور ہمیشہ مناسب موقف اپنایا، ہم مسعود اظہر کے خلاف قرارداد پر فریقین سے رابطے میں ہیں، تاہم ہمارا موقف ہے کہ اس مسئلے پر متعلقہ اداروں کو قوانین اور طریقہ کار کی پیروی کرنی ہوگی، اور مسئلہ کا وہ حل نکالنا ہوگا جو تمام فریقین کے لیے قابل قبول ہو۔(نیوز ایکسپریس)

برازیل کے اسکول میں فائرنگ، ۶/بچوں سمیت ۸/افراد ہلاک

برازیل کے ایک اسکول میں دو سابق طلبہ نے فائرنگ کرکے ۶/بچوں سمیت ۸/افراد کو ہلاک کرنے کے بعد خود کو گولی مار کر خودکشی کرلی۔بین الاقوامی خبررساں ادارے کے مطابق برازیل کے شہر ساؤ پاؤلو کے ایک اسکول میں ۲/نقاب پوش افراد نے دھاوا بول دیا، اندھا دھند فائرنگ کے نتیجے میں ۶/بچے ہلاک ہوگئے جب کہ پولیس کے پہنچتے ہی حملہ آوروں نے خود کو گولی مار کر ہلاک کردیا، فائرنگ کی زد میں آکر ایک مزدور اور راہگیر بھی ہلاک ہوگیا۔(نیوز ایکسپریس)

امارت پبلک اسکول گریڈیہہ میں مولانا ابوطالب رحمانی کی آمد

امارت پبلک اسکول گریڈیہہ کی دعوت پر امارت شرعیہ کے شوریٰ و عاملہ کے رکن نامور عالم دین اور خطیب مولانا ابوطالب رحمانی رکن آن انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ۱۴/مارچ کو امارت پبلک اسکول گریڈیہہ تشریف لائے، اسکول کے اساتذہ و ذمہ داروں کے ساتھ علاقہ کی اہم شخصیات نے ان کا پرزور استقبال کیا، انہوں نے اسکول کے طلبہ وطالبات کی تعلیمی کارکردگی اور اخلاقی تربیت کا جائزہ بھی لیا، اور اطمینان کا اظہار کیا، اس کے بعد امارت پبلک اسکول گریڈیہہ کے کانفرنس ہال میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ابوطالب رحمانی نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو سب سے پہلا حکم جو وحی کی شکل میں دیا وہ تعلیم کا حکم تھا۔ اس لیے تعلیم بہت ہی اہم شئی ہے، اس کے بغیر دنیا وآخرت میں ترقی نہیں ہوسکتی۔انہوں نے طلبہ وطالبات کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے اساتذہ کرام کی عزت اور قدر کرنی چاہئے۔انہوں نے امارت شرعیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم اور امارت شرعیہ کے ذمہ داران مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا جہاں اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی ہورہی ہے، ہم لوگوں کو چاہئے کہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، انہوں نے رحمانی تھرٹی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے قوم کے بچوں کو بہتر مستقبل دینے کے لیے رحمانی تھرٹی قائم کیا اوراس میں ایسے ایسے بچوں کو چن چن کر داخلہ کرایا جن کے پاس کھانے پینے کے بھی پیسے نہیں تھے، پڑھنے کے لیے پیسے نہیں تھے، ایسے بچوں کو رحمانی تھرٹی نے تعلیم دی اور ایسے مقام پر پہونچایا کہ آج وہ لاکھوں روپیہ ماہانہ کمارہے ہیں اوران کے ذریعہ ان کے پورے خاندان کی تعلیمی ومعاشی حالت بہتر ہوگئی ہے۔آج الحمدللہ رحمانی تھرٹی کے سو فیصد بچے کامیاب ہیں۔آج رحمانی تھرٹی کے بچے جہاں بھی جاتے ہیں سر اٹھا کر چلتے ہیں اور دنیا کی نظر میں نظر ملا کررہتے ہیں۔انہوں نے اساتذہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ قوم کے محسن ہیں کہ آپ قوم اور سماج کو اچھا انسان تیار کرکے دے رہے ہیں۔مولانا موصوف سے میڈیا والوں نے بھی مختلف جہتوں سے سوال کیا، انہوں نے میڈیا کو بھی تشفی بخش جواب دیا۔اس استقبالیہ نشست کا آغاز اسکول کے طلبہ نے تلاوت کلام پاک سے کیا، ساتھ ہی قرآن پاک کی آیتوں کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا، مولانا مفتی شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ اور مولانا محمد ابوالکلام شمسی نے مولانا موصوف کی امارت پبلک اسکول آمد پر شکریہ ادا کیا، آخر میں مولانا ابوطالب رحمانی صاحب کی دعا پر مجلس استقبالیہ کا اختتام ہوا۔وہاں سے مولانا موصوف مولانا محمد ابوالکلام شمسی اور قاضی شریعت گریڈیہ مولانا شمس الحق قاسمی کے ہمراہ دارالقضاء گریڈیہہ بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے نظام کو دیکھ کر اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا۔

بہار میں امین سمیت ۶۸۷۵/عہدوں پر بحالی کا اعلان

حکومت بہار کے ڈپارٹمنٹ آف ریوینیو اینڈ لینڈ ریفارم نے امین سمیت مختلف عہدوں پر بحالیوں کا اعلان کیا ہے، اس اعلان کے تحت کل ۶۸۷۵/عہدوں پر بحالیاں ہوں گی، ان میں اسپیشل سروے اینڈ سیٹل منٹ آفیسر، امین، قانون گو، کلرک اور اسسٹنٹ سیٹل منٹ آفیسر کے عہدے شامل ہیں۔ڈپارٹمنٹ نے اہل امیدواروں سے آن لائن درخواستیں طلب کی ہیں، درخواست دینے کی کوئی فیس نہیں ہے۔آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ یکم اپریل ۲۰۱۹ء تک ہے۔آپ آفیشل ویب سائٹ www.irc.bih.nic.in پر لاگ ان کرکے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے۔

اسپیشل سروے اینڈ سیٹل منٹ آفیسر کے عہدے کے لیے کل ۴۹۵۰/سیٹوں پر بحالیاں ہوں گی، کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی یا ادارے سے سول انجینئرنگ میں ڈگری یا فل ٹائم ڈپلوما حاصل کیے ہوئے امیدوار اس عہدے کے لیے درخواست دے سکتے ہیں عمر کی حدکم ازکم ۱۸/اور زیادہ سے زیادہ ۳۷/سال ہے۔امین کے لیے ۵۵۰/سیٹوں، قانون گو کے لیے ۵۵۰ سیٹوں، کلرک کے لیے ۵۵۰ سیٹوں اور اسسٹنٹ سیٹل منٹ آفیسر کے لیے ۲۷۵/سیٹوں پر بحالیاں ہوں گی۔مزید معلومات ویب سائٹ سے حاصل کرلیں۔(ہندوستان جاب سرچ)

ریلوے میں پارامیڈیکل اسٹاف کی کل ۱۹۳۷/سیٹوں پر بحالی کا اعلان

ریلوے ریکروٹمنٹ بورڈ (آر آر بی) نے پارامیڈیکل اسٹاف کے عہدوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، کل ۱۹۳۷/سیٹوں پر بحالیاں ہوں گی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ ۲/اپریل ۲۰۱۹ء تک ہے، درخواست دینے کی فیس جنرل اور او بی سی مردوں کے لیے ۵۰۰/روپئے جب کہ ایس سی ایس ٹی مردوں اور سبھی طبقہ کی خواتین کے لیے ۲۵۰/روپئے ہے۔مزید معلومات www.indianrailways.gov.in سے حاصل کرسکتے ہیں۔(ہندوستان جاب سرچ)

روزگار کی صورت حال کی حقیقت کو مودی چھپا رہے ہیں: راہل گاندھی

کانگریس کے صدر راہل گاندھی نے ملک اور بیرون ملک کے ایک سو سے زائد ماہرین اقتصادیات اور ماہرین سماجیات کی طرف سے سرکاری اعداد وشمار پر شبہ ظاہر کرنے سے متعلق ایک میڈیا رپورٹ پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم نریندر مودی روزگار کے اعداد وشمار کو عام کرنے سے روکنے کی کوشش کررہے ہیں۔انہوں نے اس سلسلے میں ایک میڈیا رپورٹ بھی پوسٹ کی ہے جس میں ملک کے ایک سو آٹھ ماہرین اقتصادیات اور ماہرین سماجیات نے سرکاری اعداد وشمار کی معتبریت پر شبہ کیا ہے، ان ماہرین اقتصادیات نے دیگر ماہرین اقتصادیات سے اپیل کی ہے کہ ان کا نظریہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن وہ اقتدار میں موجود حکومت پر دباو بنائیں کہ وہ اعداد وشمار کو عام کرے اور شماریاتی اداروں کی آزادی اور دیانت داری کو بحال کرے۔(قومی آواز)

طب وسائنس

انگور کے فوائد

حکیم مجاھد محبوب برکاتی

قرآن شریف میں انگور کا ذکر، پرہیزگاروں کے لیے انعام کے طور پر کیا گیا ہے: "تم سے ہر کوئی چاہے گا کہ اس کے پاس ایسے باغات ہوں جن میں کھجور اور انگور ہوں۔ نیچے نہریں چلیں اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں"۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کشمش کا تحفہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں میں لے کر فرمایا: اسے کھاؤ، یہ بہترین کھانا ہے، تھکن کو دور کرتا ہے، غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے، اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چہرے کو نکھارتا ہے، بلغم کو نکالتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منقیٰ کے استعمال کی ہدایات میں ارشاد فرمایا: "منقیٰ کھایا کرو، مگر اس کا چھلکا اتار دیا کرو، کیونکہ اس کے چھلکے میں بیماری اور گودے میں شفا ہے"۔

انگور کا ذکر یونانی دیومالا میں دیوی سس کے حوالے سے اور بھارتی دیومالا میں اندر دیوتا کے ذریعے ملتا ہے، جس نے لوگوں کو انگور سے شراب بنانے کا طریقہ سکھایا۔ انگور سریع الہضم ہے۔ خونِ صالح پیدا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کا کہنا ہے کہ انگور سے بننے والا خون انجیر سے ہلکا اور کم ہوتا ہے۔ دوسرے اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کا پوست اگر گل جائے تو پھر یہ انجیر سے بھی زیادہ بہتر مولد خونِ صالح ہے، جگر کو قوت دیتا ہے، اعضاء کی سستی کو دور کرتا ہے، اس کا گودا شکر کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو پیاس کو کم کرتا ہے۔

اس کے استعمال کے بارے میں اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کی بیل کی لکڑی کو جلا کر اس کی راکھ پانی میں گھول کر پینے سے گردے اور مثانہ کی پتھری کی پیدائش رک جاتی ہے۔ اس کے لیپ اور پلانے سے جسم کے اکثر ورم اتر جاتے ہیں۔ بواسیر کے مسے اتر جاتے ہیں۔

انگور میں حیاتین اور معدنیات کثیر مقدار میں ہوتے ہیں اور لحمیات و چکنائی کی مقدار کم ہوتی ہے۔ انگور میں گلوکوز کی مقدار بھی خاصی ہوتی ہے۔

خواتین کے بیشتر امراض میں انگور کا استعمال بہترین ہوتا ہے۔ ایام میں کمی یا کھل کر نہ آنے کی صورت میں انگور کا رس اور شربتِ بزوری دو دو چمچہ ملا کر پلانے سے یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو قبض کی صورت میں تین چمچہ انگور کا رس پلانے سے قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جن بچوں کو انگور استعمال کرایا جاتا ہے ان کو سوکھے کی بیماری نہیں ہوتی۔ انگور کھاتے رہنے سے بچوں کو غشی کے دورے بھی نہیں پڑتے۔ انگور جگر کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ یہ جگر کو تقویت دیتا ہے اور ہاضم ہونے کی وجہ سے تیزی سے ہضم ہو کر جسم میں نفوذ کر جاتا ہے۔ اپنی اسی صلاحیت کے باعث کمزوری سے چکر آنے کی شکایت اور غشی میں مفید ہے۔

اطبائے قدیم انگور کو قلب سمیت دیگر کئی امراض اور جسمانی صحت کے لیے مفید قرار دیتے چلے آئے ہیں، جس کی تصدیق اب جدید تحقیق نے بھی کر دی ہے۔ انگور کھانے سے خون پتلا رہتا ہے۔ خاص طور پر سیاہ اور سرخ انگوروں کا ایک گلاس رس پینے سے خون میں تھکے بننے کا خطرہ ساٹھ فیصد کم ہو جاتا ہے۔ سرخ تربوز، سرخ انگور اور لال پکے ہوئے ٹماٹروں میں پایا جانے والا سرخ رنگ دراصل "بیٹا کروٹین" ہے جسے "لائیکوپین" کہتے ہیں۔ جدید تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ قلب کے امراض اور سرطان سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

انگور معدہ کے لیے مقوی ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا لعاب آگ پر گاڑھا کر کے اس میں میتھی اور انجیر ملا کر شہد کے ساتھ دینے میں پرانی کھانسی کا بہترین علاج ہے۔ مغز بادام کے ساتھ خفقان کو نافع ہے۔ پانی کے ساتھ منقیٰ ابال کر دینے سے پیشاب آور ہے اور گردہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔

انگور میں غذائیت اور جوہر کافی ہے۔ اس لیے جسم کو قوی کرتا ہے۔ بہترین غذا اور جلد ہضم ہونے والا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ پیاس کو رفع کرتا ہے۔ بخار کو دور کرتا ہے۔ دق، نزلہ، زکام اور کھانسی کے مریضوں کے لیے ایک مفید غذا ہے۔ مقویٔ قلب ہونے کی وجہ سے خفقان اور ضعفِ قلب میں مفید ہے۔ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح یہ پانی پینے سے پرانا قبض دور ہو جاتا ہے۔

اطباء قدیم اکثر بیماریوں کا علاج انگور سے کرتے تھے کیونکہ یہ انتہائی درجہ مقوی ہے۔ اور اکثر بیماریوں میں آج بھی اطباء انگور یا انگور کا رس بطور غذا دیتے ہیں۔ انگور کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مقوی زیادہ ہے مگر جلد ہضم ہونے والا پھل ہے۔ معدے کو تقویت دے کر فعلِ ہضم کو تیز بھی کرتا ہے۔ وہ لوگ جو دبلے پتلے ہوں ان کے بدن پر گوشت لاتا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ تازہ انگور بکثرت کھائیں۔ دبلے پن کے علاوہ انگور بواسیر، قبض، خون کی شدید کمی، معدہ کی کمزوری، ورم احشاء، پرانی پیچش، دماغ کی کمزوری، پھیپھڑوں کے امراض، طحال وجگر اور اکثر دل کے امراض میں بھی تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ نیز آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے۔ تازہ اور شیریں انگور چہرے کے رنگ کو نکھارتا اور خون صالح پیدا کرتا ہے۔

کھانے کے ساتھ ساتھ اس کا رس نکال کر دو حصے ویسلین ملا کر رات کو سوتے وقت چہرے پر مَل لیں بلکہ ہلکے ہاتھ سے مالش کریں اور صبح صابن سے دھو لیں تو چہرے کی چھائیاں اور داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں اور چہرہ صاف و شفاف اور جلد ملائم ہو جاتی ہے۔

اس موسم میں تو انگور بآسانی مل جاتا ہے، مگر جب اس کا موسم نہ ہو تو اس کا محفوظ کیا ہوا رس بھی بہت کام دیتا ہے۔ شربتِ انگور بنا کر محفوظ کر کے اس کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہرا انگور بھوک بڑھاتا ہے۔ دل، دماغ اور معدہ کو طاقت و فرحت بخشتا ہے۔ شربتِ انگور مقوی معدہ ہونے کے ساتھ ساتھ قے اور متلی کو روکتا ہے۔ ہاضمہ درست کر کے گھبراہٹ اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ صفراء کی تیزی کو ختم کرتا ہے۔ کھانسی میں شربتِ انگور شیریں اور مفید ثابت ہوا ہے۔

انگور بعض بیماریوں نقرس، گٹھیا اور موٹاپے میں فائدہ مند ہے۔ یوں تو زیادہ تر میوے موٹاپے کو کم کرتے ہیں لیکن انگور میں یہ خاصیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ انگور سے دبلا پن بھی دور ہوتا ہے۔ دبلے آدمی کو انگور خوب کھانے چاہئیں، اس سے اُس کا جسم متناسب ہو جائے گا۔

انگور میں پانی اور پوٹاشیم کی مقدار کافی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منفرد قسم کی پیشاب آور صلاحیت رکھتا ہے۔ چونکہ اس میں البومین اور سوڈیم کلورائیڈ کی موجودگی بہت معمولی ہے، اس لیے گردوں پر انگوروں کے استعمال کا برا اثر نہیں پڑتا۔ گردوں کی سوزش، مثانے اور گردے میں پتھریوں کے خاتمے کے لیے انگور بہترین غذائی علاج ہے۔

مرگی یا صرع ایک نہایت بھیانک بیماری ہے۔ اس کے دورے بڑے شدید ہوتے ہیں اور مریض دورانِ دورہ اپنے حواس میں نہیں رہتا۔ اطباء کے مطابق مرگی کے مریضوں کے لیے انگور مفید ہے۔ شیریں اور عمدہ انگور لے کر ان کا رس نکال لیں، اس کا متواتر استعمال مرگی میں از حد مفید ہے۔

گردے میں اگر درد ہو جائے تو مریض کی جان پر بن جاتی ہے اور اس درد کی شدت اکثر ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ فوری اور مؤثر علاج نہ ہونے کی صورت میں مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل نسخہ کو استعمال کریں:

انگور کے پتے دو تولہ کو پانی میں پیس کر چھان لیں اور اس میں نمک ایک ماشہ ملا کر مریض کو پلائیں۔ اللہ کریم کے فضل سے دردِ گردہ کا بے چین اور شدتِ درد سے تڑپتا ہوا مریض صحت یاب ہوگا۔

حاملہ عورتوں کو اگر دورانِ حمل انگور کا استعمال شروع کرا دیا جائے تو اس کا اثر ہونے والے بچے پر یوں پڑتا ہے کہ بچہ تندرست اور توانا پیدا ہوتا ہے۔ پیدائش کے بعد بچوں کو انگور کھلاتے رہنے سے بچہ صحت مند رہتا ہے۔ دانت نکلنے میں جو تکلیف بچے کو ہوتی ہے وہ بھی انگور کھلانے سے ختم ہوتی ہے۔ دانت نکلنے کے دور میں روزانہ صبح و شام ایک ایک چمچہ انگور کا رس پلانا چاہیے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

معلمین مکاتب کا تربیتی اجتماع

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی جانب سے معلمین مکاتب کے لیے تربیتی اجتماع منعقد کیا جاتا ہے، اس سلسلے کا پہلا اجتماع گذشتہ ۹؍مارچ ۲۰۱۹ء سے ۱۴؍مارچ تک مدرسہ فیضان العلوم شاہ پور سنداہا ضلع مدھوبنی میں منعقد ہوا، اجتماع کی افتتاحی مجلس میں نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے شرکت کی، جو اس شعبہ کے انچارج بھی ہیں، انہوں نے اپنے افتتاحی خطاب میں معلمین کے مقام ومنصب قرآن کریم کی عظمت، صحت کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی اہمیت وضرورت پر تفصیلی خطاب کیا، اجتماع سے احمد آباد سے آئے مہمان خصوصی مولانا سلیمان صاحب نے بھی خطاب کیا، واضح ہو کہ اس اجتماع میں پچاس سے زائد معلمین مکاتب اور ستر سے زائد طلبہ نے شرکت کی جن کو نورانی قاعدہ پڑھانے، اذان واقامت وغیرہ کی تربیت دی گئی، اجتماع کو کامیاب کرنے میں مولانا منت اللہ حیدری، مفتی انوار احمد صاحب اور قاری شرف الدین کا کلیدی رول رہا۔

102 لیڈروں کے انتخاب لڑنے پر پابندی

الیکشن کمیشن نے بہار کے ایسے لیڈروں کو انتخاب لڑنے سے روک دیا ہے جنہوں نے انتخاب لڑنے کے بعد انتخابی اخراجات کی تفصیل نہیں دی تھی، الیکشن کمیشن نے بہار کے 102 امیدواروں کو انتخاب لڑنے پر روک لگا دی ہے۔ یہ سبھی انتخابات میں امیدوار تھے۔ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن نے بہار کے سبھی ڈی ایم اور انتخابی محکمہ سے جڑے افسران کو اس کی اطلاع دے دی ہے، پابندی لگائے گئے امیدوار 2022 تک کے لئے نااہل ہوں گے۔ اس دوران نہ تو وہ اسمبلی اور نہ ہی لوک سبھا کا انتخاب لڑ پائیں گے۔ دوسری جانب الیکشن کمیشن نے انکم ٹیکس افسران کو سبھی ضلع ہیڈ کوارٹر اور ایئر پورٹ پر تعینات کر دیا ہے۔ پٹنہ ایئر پورٹ پر بھی چار انکم ٹیکس افسران کو تعینات کیا گیا ہے۔ انتخابی خرچ پر نظر رکھنے کے لئے انکم ٹیکس دفتر میں کنٹرول روم بنایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پٹنہ میں ۱۶؍مارچ کو چیف الیکشن افسر اور انکم ٹیکس افسران کی میٹنگ ہوئی۔ (عوامی نیوز ۱۴؍مارچ ۲۰۱۹ء)

ڈاکٹر عبدالوہاب کے انتقال پر تعزیت

مشہور معالج اور ملی سماجی رہنما ڈاکٹر عبدالوہاب کے انتقال پر مختلف سطح پر تعزیتی اجلاس کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ دنوں امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے گھر جا کر امارت شرعیہ کی جانب سے ان کے صاحبزادگان اور داماد سے تعزیت کی، مفتی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت کے دیرینہ روابط اور تعلقات کا ذکر کیا، اس موقع سے ان کے دو صاحب زادے ڈاکٹر آرزو اور جناب تمنے اور ایک داماد مشہور شاعر وادیب جناب اسلم بدر بھی موجود تھے۔ صاحب زادگان اور متعلقین نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا جو تعلق اس قدیم ادارہ سے تھا ہم سب لوگ اسی نہج پر تعلقات جاری رکھیں گے اور کام کو آگے بڑھائیں گے۔

۷؍مراحل میں ہوں گے لوک سبھا انتخابات ۲۰۱۹ء

مرحلہ	تاریخ	سیٹیں	ریاست	بہار کے پارلیمانی حلقے
پہلا	۱۱؍اپریل	۹۱	۲۰	اورنگ آباد، گیا، نوادہ، جموئی
دوسرا	۱۸؍اپریل	۹۷	۱۳	بھاگلپور، کشن گنج، کٹیہار، پورنیہ، بانکا
تیسرا	۲۳؍اپریل	۱۱۵	۱۴	جھن جھارپور، سپول، ارریہ، کھگڑیا، مدھے پور
چوتھا	۲۹؍اپریل	۷۱	۹	مونگیر، بیگوسرائے، اجیارپور، دربھنگہ، سمستی پور
پانچواں	۶؍مئی	۵۱	۷	سیتامڑھی، مدھوبنی، مظفرپور، سارن، حاجی پور
چھٹا	۱۲؍مئی	۵۹	۷	والمیکی نگر، مشرقی چمپارن، مغربی چمپارن، شیوہر ویشالی، گوپال گنج، سیوان، مہاراج گنج
ساتواں	۱۹؍مئی	۵۹	۸	ساسارام، کاراکاٹ، جہان آباد، بکسر، پٹنہ صاحب، پاٹلی پترا، نالندہ، آرا

بقیات

بقیہ: عبداللہ بن سبا اور اس کی منافقانہ کردار............ انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی بنیاد پر یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت اللہ کی طرف سے مقدر ہے، جس دن شہادت ہوئی، وہ جمعہ کا دن تھا، ذی الحجہ کی ۱۸؍تاریخ تھی اور آپ اس دن روزے سے تھے، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی، وہ فرمار ہے تھے کہ عثمان جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے منتظر ہیں، یا یہ کہ افطار ہمارے ساتھ کرو، گھر میں اس وقت بیس غلام تھے، ان سب کو بلا کر آزاد کر دیا، خواب کا تذکرہ گھر والوں سے کیا اور خود شہادت کے لیے تیار ہو گئے اور قبلہ رخ بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہوگئے، بلوائیوں نے دروازہ میں آگ لگادی اور اسے گرا کر اندر گھس گئے، حضرت حسن جو دروازہ پر کھڑے ہوکر دفاع کررہے تھے، وہ بھی زخمی ہوگئے، بعض بلوائی پڑوس کے مکان سے کود کر اندر داخل ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے محمد جو بلوائیوں کے ساتھ مل گئے، وہ پیش پیش تھے، آگے بڑھ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے، حضرت عثمان نے فرمایا: بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو انہیں یہ پسند نہ آتا، یہ سن کر وہ شرما کر پیچھے ہٹ گئے، کنانہ بن بشیر بد بخت نے آگے بڑھ کر خلیفہ معصوم پر تلوار سے وار کیا، ان کی اہلیہ نائلہ نے آگے بڑھ کر تلوار کو اپنے ہاتھ سے روکا، جس سے ان کی تین انگلیاں کٹ کر الگ ہوگئیں، پھر دوسرا وار کیا، جس سے آپ شہید ہوگئے، خون کے قطرے سورۂ بقرہ کی آیت: ﴿**فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم**﴾ پر گرے، یہ جانکاہ حادثہ جمعہ کے دن عصر کے وقت پیش آیا، بلوائی گھر کا سارا سامان بھی لوٹ کر لے گئے، شہید مظلوم کی لاش جمعہ اور سنیچر تک بے گور وکفن پڑی رہی، مدینۃ الرسول میں قیامت برپا تھی، باغیوں کی حکومت تھی، بالآخر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور اجازت سے مغرب اور عشاء کے درمیان جنازہ اٹھایا، حضرت جبیر بن مطعم نے سترہ آدمیوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی، بغیر غسل کے انہیں کپڑوں میں دفن کئے گئے۔ (رضی اللہ عنہ ورضاہ وجعل جنۃ الفردوس مثواہ) عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالا، اسی کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عائشہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ جمل ہوئی، وہ بھی اسی کی سازشوں سے بصرہ میں جو عرب کا سب سے بڑا فوجی مرکز تھا، وہاں جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجیں آمنے سامنے ہوئی تو پہلے صلح کی بات چلی اور معاملہ جلد طے ہوگیا، رات کو دونوں طرف کے لوگ اطمینان سے سوئے، سبائیوں نے یہ سازش کی کہ کچھ لوگ الگ الگ دونوں فوجوں پر حملہ کردیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے پوچھا جائے تو کہیں کہ حضرت عائشہ کی فوجوں نے حملہ کردیا اور حضرت عائشہ کی طرف پوچھا جائے تو کہیں کہ حضرت علی کی فوج نے حملہ کردیا، اس طرح جنگ چھڑ گئی، اس میں دس ہزار مسلمان مارے گئے، پھر حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان صفین کا معرکہ پیش آیا، جس میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان مارے گئے، وہ بھی انہیں کی ریشہ دوانیوں سے، آج بھی مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سازشیں بڑے پیمانے پر ہورہی ہے۔ اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

سپریم کورٹ میں مسلمانوں کو پاکستان بھگانے کی عرضی

مودی حکومت میں انتہا پسند ہندوؤں کے حوصلے کس قدر بلند ہونے لگے ہیں اس کا احساس اس عرضی سے ہوجاتا ہے جو گزشتہ دنوں سپریم کورٹ میں داخل کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ تمام مسلمانوں کو پاکستان بھیج دیا جانا چاہئے۔ یہ عرضی اس لئے حیرت انگیز تھی کہ ابھی تک تو بی جے پی اور آر ایس ایس کے رہنما زبانی ہی گیدڑ بھبکی دے کر مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے تھے لیکن اب ان کی ہمت اتنی بڑھ چکی ہے کہ مسلمانوں کو پاکستان بھگانے کے مطالبہ کو لے کر ملک کی عدالت عظمیٰ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ بہر حال، مسلمانوں کو پاکستان بھیجنے کے مطالبہ والی عرضی جمعہ کے روز سپریم کورٹ سے مسترد کردی گئی۔ یہ معاملہ سماعت کے لئے جسٹس روہنٹن نریمن اور جسٹس ونیت شرن کی بینچ کے سامنے سماعت کے لئے پیش ہوا۔ بینچ کے ججوں نے عرضی کے موضوع پر تشویش کا اظہار کیا اور جسٹس نریمن نے تو عرضی گزار کے وکیل کی عرضی میں کی گئی درخواست کو بلند آواز میں پڑھنے کے لیے کہہ ڈالا۔ اس کے بعد جج نے وکیل سے کہا کہ ''کیا آپ واقعی چاہتے ہیں کہ اس پر بحث کی جائے! ہم آپ کی بات سنیں گے لیکن آپ کے خلاف تحریک مذمت لائی جائے گی۔'' یہ سن کر وکیل نے اس معاملہ پر بحث کرنے سے ہاتھ کھڑے کردئے۔ وکیل کے پیچھے ہٹنے کے بعد عدالت نے اس عرضی کو خارج کردیا۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال دسمبر میں میگھالیہ ہائی کورٹ کے جج ایس آر سین نے بھی کچھ اسی طرح کا شوشہ چھوڑا تھا۔ سین نے کہا تھا کہ تقسیم ہند کے دوران ہندوستان کو ہندو راشٹر ہونا چاہئے تھا۔ جسٹس سین نے یہ تبصرہ ایک عرضی کے تصفیہ کے دوران کیا تھا۔ یہ عرضی ریاستی حکومت کی طرف سے ایک شخص کو سکونت کی سند جاری کرنے سے انکار کرنے کے بعد داخل کی گئی تھی۔ انڈین ایکسپریس کی ایک خبر کے مطابق اس سال فروری میں سپریم کورٹ میں چیف جسٹس رنجن گوگوئی کی بینچ نے میگھالیہ ہائی کورٹ کے رجسٹرار کو نوٹس جاری کیا تھا۔ نوٹس میں جسٹس سین کے تبصرہ کو ہٹانے کا حکم دیا گیا۔ اس حوالہ سے عرضی داخل کرنے والی ایڈوکیٹ سونا خان کا کہنا تھا کہ جسٹس سین کا فیصلہ قانونی طور پر نامناسب اور تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔ دراصل ملک میں نفرت اور دہشت کا ایسا ماحول ہے کہ شر پسندوں کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ کس عہدے پر ہیں یا پھر آپ نے زندگی میں کیا کارنامے کیے ہیں۔ اگر آپ مسلمان ہیں اور آپ نے کچھ بھی مودی یا بی جے پی کے خلاف بولا تو آپ کو پاکسان بھیجنے کی دھمکی دی جاتی ہے، ساکشی مہاراج، کیلاش وجے ورگیہ، سادھوی پراچی سمیت کئی زیر بحث رہنے والے لوگ لگاتار مسلمانوں کو پاکستان بھیجنے کی بات کرتے رہتے ہیں۔ (بحوالہ قومی آواز)

اعلان مفقود الخبری

●**معاملہ نمبر۳۲؍۲۲۹۷؍۴۰ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی) صابرین خاتون عرف نازنی پروین بنت محمد انظار مقام مہولی ڈاکخانہ دیورا بندھولی تھانہ جالے ضلع مدھوبنی۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد اسلام ولد محمد ظہیر مقام شاہ پور ڈاکخانہ مادھو پور ننکار تھانہ کٹرا ضلع مظفر پور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ ضلع مدھوبنی میں ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت **۱۱؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍اپریل ۲۰۱۹ء روز بدھ** پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن دار القضاء دملہ ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

●**معاملہ نمبر۱؍۷۸؍۴۰ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سمری بختاری پور سہرسہ) ترنم بنت اصفر مقام تریانواں وارڈ نمبر۱۰، ڈاکخانہ تریانواں ضلع سہرسہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محفوظ ولد منگل مرحوم مقام پہلام ڈاکخانہ پہاڑ پور ضلع سہرسہ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے دار القضاء سمری بختیار پور میں آپ کے خلاف عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس لئے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور مورخہ **۱۱؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍اپریل ۲۰۱۹ء روز بدھ** کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر دار القضاء میں حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہیں کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ تاریخ پر اپنی حاضری کو لازمی سمجھیں۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

●**معاملہ نمبر۱۰۸؍۲۳۵۷؍۴۰ھ** انجم آرا بنت محمد آفتاب عالم مقام رحمت نگر عیسیٰ پور، ڈاکخانہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد اقبال عالم ولد یونس انصاری مقام رحمت نگر فیڈرل کالونی عیسیٰ پور وارڈ نمبر۲۵ ڈاکخانہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ ۶؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت **۱۱؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍اپریل ۲۰۱۹ء روز بدھ** کو بوقت ۹؍بجے دن خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

●**معاملہ نمبر۹؍۹۱؍۴۰ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور) شبانہ خاتون بنت محمد عباس مرحوم مقام رام پور بکھری، ڈاکخانہ بطش پور بکھری تھانہ سکرا ضلع مظفر پور۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد جہانگیر ولد محمد سفرل مرحوم مقام رام پور بکھری، ڈاکخانہ بطش پور بکھری تھانہ سکرا، ضلع مظفر پور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء دھرم پور سمستی پور میں غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ دائر کیا ہے لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت **۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶؍اپریل ۲۰۱۹ء روز منگل** کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

●**معاملہ نمبر۱۹؍۱۸۳؍۳۹ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ) منت جہاں بنت محمد صلاح الدین مرحوم مقام رائیس ڈاکخانہ رائیس تھانہ پکری ضلع نوادہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد امتیاز عالم ولد محمد معز مقام آڑھا ڈاکخانہ آڑھا چندر دیپ ضلع جموئی۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول منت جہاں بنت محمد صلاح الدین نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ میں عرصہ ۵؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت **۱۶؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۱۹ء بروز سموار** خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

●**معاملہ نمبر۳؍۱۴۶؍۴۰ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ چمپا نگر بھاگلپور) معظّمہ خاتون بنت محمد مظاہر مقام سمریا ڈاکخانہ سمریا تھانہ کجریلی ضلع بھاگلپور۔ فریق اول۔ بنام محمد صدام ولد عبد الستار مقام بھوانی پور ڈاکخانہ بھوانی پور تھانہ رنگرا نوگچھیا ضلع بھاگلپور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول معظّمہ خاتون ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف دار القضاء مدرسہ اصلاح المسلمین چمپا نگر بھاگلپور میں نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت **۱۱؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍اپریل ۲۰۱۹ء روز بدھ** کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

بابری مسجد کے مسئلہ پر ثالثی کمیٹی کی میٹنگ جاری؛ مسلم پرسنل لاء بورڈ نے خیر مقدم کیا

جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ وامیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں سپریم کورٹ کے ذریعہ بابری مسجد۔رام جنم بھومی تنازع کے سلسلہ میں ثالثی کمیٹی مقرر کیے جانے پر بورڈ کے موقف کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ بورڈ سپریم کورٹ کی رائے کا خیر مقدم کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ بات چیت کے ذریعہ کوئی مناسب حل نکل آئے۔جنرل سکریٹری بورڈ نے مزید کہا کہ یہ اچھی بات ہیکہ سپریم کورٹ نے اس تنازع کے پرامن تصفیے کی کوشش کی ہے اور چیف جسٹس رنجن گوگوئی کی صدارت والی پانچ رکنی آئینی بنچ (جس میں جسٹس گگوئی کے علاوہ ایس اے بوبڑے، جسٹس اشوک بھوشن، جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ اور جسٹس ایس عبدالنظیر شامل ہیں) نے سپریم کورٹ کے سابق جج ایف ایم کلیف اللہ کی صدارت میں تین رکنی مصالحتی کمیٹی قائم کی ہے، جس میں سماجی کارکن اور آرٹ آف لیونگ کے بانی شری روی شنکر اور سینئر وکیل شری رام پنچو شامل ہیں۔عدالت نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ضرورت پڑنے پر مزید لوگوں کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جاسکتا ہے، سپریم کورٹ نے ثالثی بنچ کو ہدایت دی ہے کہ ثالثی کا یہ عمل خفیہ رکھا جائے اور اس کی کسی خبر کی تشہیر میڈیا میں نہ کی جائے۔تمام فریقوں کو کورٹ کی ہدایت کے مطابق اپنے نمائندہ کا نام پیش کرنا ہے۔اس کمیٹی کی ذمہ داری ہوگی کہ دو مہینوں کے اندر اپنی پیش رفت کی رپورٹ سپریم کورٹ کو سونپ دے۔اگر بات چیت سے دونوں فریق کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہونچتے ہیں اور مصالحت کی کوئی شکل نکلتی ہے تو ثالثی کمیٹی کی رپورٹ پر سپریم کوٹ مہر لگا دے گا، ورنہ اس مقدمہ کی پھر سماعت شروع ہو جائے گی۔ثالثی کمیٹی کی نشستیں ۱۳/مارچ ۲۰۱۹ء سے فیض آباد میں شروع ہو چکی ہیں اور تمام پارٹیوں کے نمائندوں سے گفت وشنید جاری ہے، جس کے انتظامات کے لیے سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق اتر پردیش حکومت نے کیے ہیں۔اس مسئلہ میں بورڈ کا موقف پہلے سے ہی یہ رہا ہے کہ یہ جگہ وقف کی ہے، جس پر مسجد تھی، اور یہ جگہ شرعاً آج بھی مسجد کے حکم میں ہے۔اگر مصالحت کی کوئی کوشش ہوتی ہے تو ہم اس میں تعاون کریں گے، اگر بات چیت سے مسئلہ کا حل نکل جائے اور پر امن طریقہ سے یہ معاملہ حل ہو جائے تو اس سے بہتر بات کیا ہو سکتی ہے، لیکن ساتھ ہی بورڈ یہ بتانا چاہتا ہے کہ بات چیت پہلے سے ذہن میں موجود کسی طے شدہ ایجنڈہ کی بنیاد پر نہ ہو، بلکہ دونوں فریق آپسی گفت وشنید کے بعد کسی نتیجہ پر پہونچیں، یہ وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے کہ ثالثی کمیٹی کے ایک رکن شری روی شنکر اس سے پہلے بھی اپنے ایک خاص طے شدہ ایجنڈہ کے ساتھ بات چیت کی کوشش کر چکے ہیں، جس میں انہوں نے مسلمانوں سے مسجد کی زمین سے دستبرداری کا مطالبہ کیا تھا اور ایسا نہ ہونے کی صورت میں ہندوستان کی صورت حال شام جیسی ہونے کا خطرہ ظاہر کیا تھا۔اگر اب بھی بات چیت کے پیچھے یہی طے شدہ ایجنڈہ کار فرما ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ کوئی فیصلہ کن نتیجہ نکل سکتا ہے۔اس لیے سپریم کورٹ کو اس سلسلہ میں واضح ہدایات ثالثی کمیٹی کو دینی چاہئیں۔

ڈمرا تھانہ کے اندر پولیس حراست میں دو نوجوانوں کے قتل کی عدالتی جانچ ہو: ناظم امارت شرعیہ

گذشتہ دنوں ضلع مشرقی چمپارن کے موضع رام ڈیہا، تھانہ چکیا کے غفران اور تسلیم نامی دو مسلم نوجوانوں سیتا مڑھی ڈمرا تھانہ میں پولیس نے حراست میں مار پیٹ کر کے قتل کر دیا، اس واقعہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ پولیس کے ذریعہ بے دردی کے ساتھ ٹارچر کر کے اور ذہنی وجسمانی اذیت کا شکار بنا کر قتل کر دینا انتہائی شرمناک اور ظلم و بربریت کی انتہا ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان تمام لوگوں کو جو اس مجرمانہ حرکت میں شریک ہیں قانون کے مطابق عبرت ناک سزا دینی ضروری ہے تاکہ اس قسم کے حادثے دوبارہ پیش نہ آئیں۔ایسی خبر ملی ہے کہ جن آٹھ پولیس والوں کو اس واقعہ کے الزام میں معطل کیا گیا ہے ان کے خلاف دفعہ ۳۰۲/کے تحت ایف آئی آر درج کیا گیا ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک کسی کی بھی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔ناظم صاحب نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی ہائی کورٹ کے جج کی نگرانی میں عدالتی جانچ کرائی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ تھانہ کے افسر اور پولیس کے علاوہ کیا دوسرے لوگ بھی قتل کے اس واقعہ میں شریک ہیں۔نیز اس کی بھی جانچ کی جائے کہ کیا پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی کسی دباؤ کی بنیاد پر ہلکی تیار ہوئی ہے۔ناظم صاحب نے مزید مطالبہ کیا کہ سرکار متاثرین کے بیوی بچوں کے لیے پچاس لاکھ روپئے اور اس کے والدین کو دس لاکھ روپئے ادا کرے، جس طرح یوپی میں یوگی حکومت نے پولیس کے ذریعہ قتل کے ایک معاملہ میں اتنا ہی معاوضہ ادا کیا ہے۔تاکہ ان کے وارثین معاشی اعتبار سے خود کفیل بن سکیں اور باوقار زندگی گذار سکیں۔ناظم صاحب نے بتایا کہ جیسے ہی اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع ملی امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے حکومت سے مجرمین کو سخت سزا دینے اور مظلومین کو انصاف فراہم کرنے کا مطالبہ کیا، حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی ایک ٹیم شہید غفران اور تسلیم کے گاؤں پہونچی اور غمزدہ اہل خانہ کو تسلی دی، ان سے ضروری معلومات فراہم کر کے اپنی رپورٹ حضرت امیر شریعت کی خدمت میں بھیجا، رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پولیس کے ذریعہ جان بوجھ کر کیا گیا قتل ہے۔

جامعہ رحمانی مونگیر: اجلاس ختم بخاری شریف ۷/اپریل روز اتوار کو

جامعہ رحمانی مونگیر میں ختم بخاری شریف کا عظیم الشان اجلاس ۷/اپریل ۲۰۱۹ء روز اتوار کو دن کے نو بجے منعقد ہوگا، اس موقعہ پر احایث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وحجیت پر علماء کرام کا بصیرت افروز خطاب ہوگا۔اجلاس کی صدارت جامعہ رحمانی کے سرپرست مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر فرمائیں گے اور فارغ ہونے والے طلبہ کو بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دے کر حدیث کے پڑھنے پڑھانے اور روایت نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔بزرگوں کا تجربہ ہے کہ اس موقعہ پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اس لیے فرزندان توحید سے گذارش ہے کہ بڑی تعداد میں شریک اجلاس ہو کر علماء کرام کے بصیرت افروز خطاب سے فائدہ اٹھائیں۔درس حدیث کے فیوض وبرکات کو اپنے دامن میں جمع کریں، اور اپنی، اپنے رشتہ داروں اور ملک وملت کی بھلائی کے لیے دعاء کریں۔واضح ہو کہ جامعہ رحمانی مونگیر میں تقریباً نصف صدی سے بخاری شریف اور حدیث کی متداول کتابیں پڑھائی جارہی ہیں۔آزاد ہندوستان میں بہار کی سرزمین پر سب سے پہلے امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک سلسلہ کو جاری کیا تھا، جو آج بھی بحمد اللہ جاری ہے۔بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ (قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب) کا درجہ حاصل ہے اور علم وتحقیق کی دنیا میں اس کا بلند مقام ہے۔اس بابرکت کتاب کے درس میں شریک ہونا سعادت کی بات ہے۔

مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کو نئے سیشن کے لیے ڈگری کورس کی منظوری

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کے سکریٹری جنرل مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے پریس کے لیے جاری ایک بیان میں کہا ہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی میموریل پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ پارا میڈیکل ریاست بہار کا قابل فخر اور منفرد حیثیت کا حامل ادارہ ہے، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی خصوصی توجہ سے یہ ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔الحمد للہ سیشن 2019-20 کے لیے پیتھالوجی اور فیزیوتھیراپی میں ڈگری کورس کی منظوری آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی، پٹنہ سے مل گئی ہے، اس اہم کام کے لیے یونیورسٹی انتظامیہ نے بھی مستعدی سے اپنا کام کیا ہے، میں اس کام میں معاون تمام لوگوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اور قوم وملت کے بچوں کا مستقبل روشن کرنے میں معاون بننے پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔واضح ہو کہ امارت شرعیہ کے پھیلے ہوئے کاموں میں ایک اہم اور بنیادی کام قوم وملت کے نوجوانوں کو ٹیکنیکل تعلیم وتربیت کے میدان میں حوصلہ افزاء خدمات فراہم کرنا ہے، اس وقت امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کے تحت پٹنہ، دربھنگہ، پورنیہ، راورکیلا، مغربی چمپارن اور سمستی پور میں ٹیکنیکل ادارے چل رہے ہیں اور تمام ادارے اپنی خدمات کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہیں، جن میں ہزاروں نوجوان تعلیم پا رہے ہیں۔حضرت امیر شریعت کی خواہش ہے کہ موجودہ وقت میں جن نئے ٹریڈس کی ضرورت ہے وہ ٹریڈس قائم کیے جائیں، جس کے لیے کارکنان سرگرم عمل ہیں۔

مونگیر میں بی بی ام سلمہ وبی بی سلطانہ خاتون، میموریل سینٹر کی کامیاب طالبات کو سند دی گئی

شاہ فیملی مونگیر میں لڑکیوں کے لئے قائم تعلیمی وتربیتی ادارہ بی بی ام سلمہ وبی بی سلطانہ خاتون، میموریل سینٹر سے فارغ ہونے والی طالبات کے درمیان تقسیم اسناد کے ایک اجلاس میں اسناد تقسیم کی گئی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر شبیر حسن صاحب نے فارغ ہونے والی طالبات کو مبارک دی اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے قیمتی مشورے دیے۔صدر اجلاس جناب شاہ محمد نیاز احمد صاحب نے تفصیل سے بتایا کہ ہم تمام بھائیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جس گھر میں ہملوگوں نے پرورش پائی اور جہاں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی اسکو تعلیم کیلئے وقف کردوں تاکہ ہماری قوم کے بچے اور بچیاں سائنس، کمپیوٹر، انگریزی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں، تاکہ یہ کار خیر ہمارے آباء واجداد کی مغفرت کا ذریعہ بھی بن جائے، اس اداہ کو بنانے کیلئے ہمارے بڑے بھائی جناب ڈاکٹر شاہ امتیاز صاحب لندن نے اپنی زندگی میں اسکا تعمیری کام شروع کرادیا تھا، مگر زندگی نے وفا نہیں کی اور وہ تعلیم وتربیت کے ماحول کو اپنی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکے، مگر انکی آرزؤں کو خاندان کے لوگوں نے پورا کرنے کی کوشش کی، جسکا نتیجہ ہے آج ہم اسکے پہلے بیچ کے تقسیم اسناد کے اس اجلاس میں شریک ہیں۔مونگیر میں یہ خدمت برادر شاہ نجم عزیز نجمی کی نگران مس ہو رہا ہے اور وہ پوری محنت کے ساتھ اس پروگرام کا چلا رہے ہیں۔جناب مولانا عبدالستار ندوی صاحب انچارج شعبہ دینیات ،بی بی ام سلمہ وبی بی سلطانہ خاتون، میموریل سینٹر نے بھی طالبات سے خطاب کیا اور مفید نصیحتیں کیں، انہوں نے کہا کہ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی خصوصی دعا اور توجہ سے یہاں کا تعلیمی وتربیتی نظام مثالی طور پر چل رہا ہے، یہاں پڑھنے والی کوئی بچی ایسی نہیں ہے، جسے قرآن مجید کی سورتیں یاد نہ ہوں اور زندگی کے ضروری مسائل کی واقفیت نہ حاصل ہوئی ہو۔ تقسیم اسناد کے اس اجلاس میں ڈاکٹر محمد فیاض حسن فیضی صاحب امام وخطیب مسجد شاہ فیملی، جناب الحاج حافظ محمد امتیاز صاحب رحمانی، جناب پروفیسر اقبال حسن آزاد صاحب، علی گڑھ سے تشریف لائے ہوئے جناب جاوید صاحب، ڈاکٹر دیوان اکرم صاحب جے آر ایس کالج مونگیر اور جناب شاہ نجم عزیز نجمی صاحبنے بھی خطاب کیا۔ اجلاس کی نظامت بی بی ام سلمہ وبی بی سلطانہ خاتون میموریل سینٹر کی معلّمہ شہزادی شاہین نے کی، تقریب کا آغاز حافظ محمد آزاد صاحب کی تلاوت قرآن سے ہوا، ادارہ کی طالبات نے موقعہ کی مناسبت سے نظم اور نعت پیش کیا، آخر میں صدر اجلاس جناب شاہ نیاز احمد صاحب دہلی، امریکہ سے تشریف لائے ہوئے مہمان خصوصی جناب رضوان محمد حسن صاحب اور محترمہ طلعت صاحبہ (مقیم لندن) کے ہاتھوں فارغ ہونے والی ۲۲/طالبات کو سند دی گئی، اس موقعہ پر جناب رضاء صاحب، دہلی۔جناب نفیس الرحمٰن صاحب، دہلی۔جناب شمشاد صاحب جناب محمد شفیق صاحب، جناب شاہ محمد صدیقی صاحب کے علاوہ شہر مونگیر کے معززین موجود تھے۔

دھنباد، جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کا دعوتی واصلاحی دورہ ۲۸/مارچ سے ۳/اپریل تک

امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد ۲۸/مارچ سے ۳/اپریل ۲۰۱۹ء تک ضلع دھنباد کے مختلف علاقوں کا دعوتی واصلاحی دورہ کرے گا۔اس وفد میں راقم السطور کے علاوہ جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء رانچی، جناب مولانا عبدالحئ قاسمی صاحب، استاذ حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء دھنباد، جناب مولانا محمد فیض سجادی صاحب استاذ دارالعلوم الاسلامیہ، جناب مولانا ادریس قاسمی، حافظ شہاب الدین مبلغین امارت شرعیہ اور جناب مولانا شمیم اختر صاحب معلم دینی مکتب دھنباد شریک ہوں گے۔

Volume:57/67,Issue:11 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

یہاں تو سر سے دل کا سودا شرط ہے یارو
کوئی آسان ہے کیا سرمد و منصور ہو جانا
(مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

جمہوریت ترقی چاہتی ہے

ڈاکٹر محمد منظور عالم

ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے،ایک ارب تیس کروڑ شہریوں کے ساتھ دنیا کا دوسری سب سے بڑی آبادی والی ریاست ہے۔اس کے مسائل کی طویل فہرست ہے۔آزادی کے ستر سالوں میں ملک نے ہر محاذ پر آگے بڑھنے،ترقی کرنے اور شہریوں کو وسائل فراہم کرنے کی پوری کوشش کی ہے؛لیکن اس کے باوجود کئی محاذ پر کامیابی حاصل کرنا ابھی باقی ہے،ایسے میں اس بات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے کہ ملک کو بنیادی ترقی کی راہ سے ہٹا کر جنگ کے میدان میں جھونک دیا جائے اور پورا سرمایہ فلاح و بہبود اور تعمیری کاموں پر صرف کرنے کے بجائے جنگ کی نذر کردیا جائے۔جنگوں سے کبھی مسائل حل نہیں ہوئے ہیں، انسانی بحران میں اضافہ ہوا،معاشی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے،بے گناہوں کا قتل عام ہوا ہے،تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ جنگوں کی وجہ سے کئی ممالک ترقی کی دور سے پیچھے رہ گئے ہیں،کئی معاشی کمزوری کے شکار ہوئے ہیں،عالمی جنگ اول اور دوم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں،جس نے کئی ممالک کی کمر توڑ کر رکھ دی، کئی ترقی یافتہ ممالک کو زوال کی دہلیز پر پہونچا دیا،آباد شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے،بستیوں اور ملکوں کی رونقیں ماند پڑ گئیں،عام شہریوں کی لاشوں کا انبار لگ گیا،فائدہ کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا۔

بیسویں صدی سے جمہوریت پنپنے لگی ہے،اکیسویں صدی میں جمہوریت ترقی کر رہی ہے،یہ انسانی ذہن کا عظیم ترین ارتقا ہے،جمہوریت نے تمام شہریوں اور باشندوں کو اقتدار میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے،یہ عظیم کار حکومت عوام کی فلاح و بہبود،ملک کی تعمیر و ترقی اور انسان کی بھلائی کی متقاضی ہے،جس میں جنگ کی کوئی گنجائش نہیں ہے،کامیابی اور کامرانی کے لیے پڑوسیوں سے بہتر تعلقات اور امن وسلامتی کی بحالی اولین شرط ہے۔ہندوستان اس وقت بہت نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ستر سالوں کے سفر میں غربت، جہالت، پسماندگی اور پستی سے مکمل طور پر نہیں نکل سکا ہے۔آج بھی ہندوستان کی ایک تہائی آبادی خط افلاس سے نیچے زندگی گزار رہی ہے،انہیں شب و روز گزارنے کے لیے ضروری سہولیات مہیا نہیں ہیں،ایک سروے کے مطابق 48 فیصد لوگوں کے پاس اپنے مکانات نہیں ہیں، 75 فیصد دولت اور سرمایہ صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں محدود ہے،سیاسی طور پر بیداری نہیں آئی ہے،سماجی شعور پیدا نہیں ہوا ہے،تعلیم میں ہندوستان آج بھی بہت پیچھے ہے،بنیادی وسائل سے عوام محروم ہیں۔

ہندوستان کا آئین بہت جامع اور لچکدار ہے،دستور میں تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیئے گئے ہیں،مساوات، آزادی، انصاف اور تحفظ میں ہر ایک کی حصہ داری بتائی گئی ہے،یہ اصول کسی بھی آئین اور دستور کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں،ہندوستان کے دستور میں یہ نمایاں طور پر موجود ہے؛لیکن سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں آئین کے اس مقدمہ پر کتنا عمل ہو رہا ہے،ملک کے رہنما،سیاست داں اور ذمہ داران اس سمت میں کبھی غور کرتے ہیں،یا نہیں؟ کیا کبھی اس مقدمہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش ہوگی،شہریوں اور عوام کو انصاف، مساوات، آزادی اور تحفظ فراہم کرنے کے سلسلے میں کوئی عملی قدم اٹھایا جائے گا۔

ہندوستان میں آئین اور دستور کی سب سے زیادہ دھجیاں اڑائی جارہی ہیں،مسلمانوں، دلتوں، آدی واسیوں،کسانوں اور کمزور طبقات کے ساتھ دوسرے درجہ کے شہری جیسا برتاؤ کیا جارہا ہے،ان پر مختلف انداز سے تشدد کیا جارہا ہے،انہیں انسانی حقوق سے محروم رکھا جارہا ہے۔حال ہی میں اقوام متحدہ کے حقوق انسانی شعبہ نے ہندوستان میں اقلیتوں،دلتوں اور کمزور طبقات کے ساتھ ہونے والی عصبیت،تشدد اور مظالم پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اسے معاشی استحکام کے لیے خطرہ بتایا ہے۔اقوام متحدہ نے ہندوستان کے اقلیتوں،دلتوں اور کمزور طبقات پر مظالم روکنے کی اپیل کی ہے۔یورپین یونین کی رپوٹ میں بھی یہ بتایا گیا تھا کہ ہندوستان میں اقلیتوں اور دلتوں پر تشدد اور مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔

بین الاقوامی ایجنسیوں کی ان رپوٹس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ارباب اقتدار اور حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لاء اینڈ آڈر کا جائزہ لیں،ان رپوٹوں کو سامنے رکھ کر حالات کا تجزیہ کریں،ملک کے ماحول کو بہتر بنائیں،اندورنی طور پر جاری خلفشار کو ختم کریں۔انتہاء پسندی کو پنپنے سے روکیں۔متشدد طاقتوں پر لگام لگائیں۔ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیں جنہوں نے قانون کو ہاتھ میں لے رکھا ہے۔جنہیں آئین اور دستور کا کوئی پاس و لحاظ نہیں ہے،جب جسے چاہتے ہیں مار دیتے ہیں،بغیر کسی وجہ کے بے گناہوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ایک مخصوص علاقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے کی بنیاد پر نشانہ بناتے ہیں،ایسے لوگ کل ملک کے لیے ہی خطرہ ثابت ہوں گے،ملک کی سلامتی کیلئے نقصان کا ذریعہ بنیں گے؛اس لیے ضروری ہے کہ ایسے شر پسند عناصر کے خلاف وقت سے پہلے کاروائی کردی جائے۔جمہوریت کی ایک اور خوبی اظہار رائے کی آزادی اور انتخابات میں شمولیت کی ہے،ایسے ممالک میں ہر ایک شہری کو اپنا رہنما منتخب کرنے اور ووٹ دینے کا حق ملتا ہے، ہندوستان میں اب انتخابات بھی ہونے والے ہیں، پانچ سالوں کے لیے مرکزی حکومت کا انتخاب ہونے جارہا ہے،ایسے میں جمہوریت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے حق رائے دہی کا صحیح استعمال بھی ضروری ہے،یہی وقت ہے اپنے مستقبل کے تئیں حساسیت اور بیدرای کا ثبوت پیش کرنے کا،ووٹ کے صحیح استعمال کا، اگر ابھی غلطی ہوئی،کسی طرح سے چوک ہوئی تو پانچ سالوں تک پچھتانا پڑے گا۔

عام الیکشن 2019 جیتنے کے لیے مختلف طرح کے ہتھکنڈے اپنانے شروع کردیئے گئے ہیں،مختلف آئینی اداروں کا استعمال کیا جارہا ہے،ہر ایک پارٹی اپنی حیثیت سے آگے بڑھ کر ووٹ حاصل کرنے کے لیے وعدہ کررہی ہے،جن کے پاس اقتدار ہے وہ اخلاقیات کی تمام حدیں پار کر کے ہر حال میں الیکشن جیتنا چاہتے ہیں،عوام کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کررہے ہیں،ملک کو جنگ کے دہانے میں ڈھکیلنے سے بھی باز نہیں آرہے ہیں،امن اور صلح سمجھوتہ کے بجائے وہ ماحول کو خراب کرنے پر آمادہ ہیں،جنگ ختم کرنے کے بجائے جنگ زدہ ماحول بنانا چاہتے ہیں،جب کہ جمہوریت میں جنگ کی گنجائش نہیں ہے،ملک کی ترقی اور جمہوریت کی کامیابی کے لیے امن وسلامتی ضروری ہے، ہندوستان کے عوام عقل مند،ذی شعور اور بیدار ہیں۔وہ حالات کو سمجھتے ہیں،ان کے جذبات کو اب برانگیختہ کر کے سیاسی مقاصد حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں،ان کا استحصال اب آسان نہیں ہے،شہریوں اور رائے دہندگان کے سامنے یہ بھی بڑا چیلنج ہے کہ وہ ترہیب اور ترغیب کو سمجھنے کی کوشش کرے، نہ ہی ترہیب کی وجہ سے خوف زدہ ہوکر ووٹ کرے اور نہ ہی ترغیب کے جال میں پھنس کر سنہرے وعدوں کی بنیاد پر ووٹ ڈالے؛ بلکہ ہندوستان کے مستقبل اور حالات پر نظر رکھنی ہوگی، گذشتہ پانچ سالوں میں جس طرح آئین کی دھجیاں اڑائی گئی ہے۔سی بی آئی،عدلیہ،آر بی آئی اور فوج سمیت متعدد اداروں کے آئینی اور بنیادی حقوق سے جس طرح کھلواڑ کیا گیا ہے،ہر جگہ منواسمرتی کا نظام جس طرح نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے،ایک خاص نقطہ نظر کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش ہوئی ہے،اسے سامنے رکھنا ہوگا۔ریزرویشن، بھائی چارہ،امن واتحاد،ہندو مسلم یکجہتی ختم کر کے جس طرح منوادی نظام کو تھوپنے کی پالیسی اپنائی گئی اسے ختم کرنے کے لیے بہت سوچ سمجھ کر ووٹ دینا ہوگا،ملک کی ترقی اور سماج کی کامیابی کے لیے دستور کو سمجھنا،اسے عملی جامہ پہنانا،ہر ایک شہریوں کو یکساں حق دینا،تمام طرح کی اسکیموں میں برابری کے مواقع فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور ایسی ہی نظام چلانے والی حکومت کا انتخاب ملک کے حق میں ضروری ہے۔امید ہے کہ 2019 کے عام انتخابات میں عوام اپنے حق رائے دہی کا استعمال سوچ سمجھ کر، ملک کے وقار،مستقبل اور ترقی کو سامنے رکھتے ہوئے کریں گے کسی لالچ اور خوف سے آزاد ہوکر ایک ترقی پسند حکومت کو اقتدار تک پہونچائیں گے؛تاکہ ملک میں آئین کی بحالی ہو، جمہوریت مضبوط ہو اور تمام شہریوں کو انصاف،مساوات،تحفظ اور آزادی مل سکے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)